اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ

نماز کی پابندی کرو
اور زکوٰۃ دیا کرو

کتاب الزکوٰۃ

مؤلفہ
جناب مولانا الحافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری رحمۃ اللہ علیہ

بجانب
جامعہ اصلاحی
پتھر کی مسجد پٹنہ
مطبوعہ مطبع اصلاح المسلمین پٹنہ

اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ

نماز پابندی سے کرو اور زکوٰۃ دیا کرو

الحمد للہ کہ کتاب نافع بہ تحقیقات نادرہ موسومہ بہ

کتاب الزکوٰۃ

مؤلفہ جامع معقول و منقول عالم بے بدل عامل بے مثل جناب مولانا
حافظ عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ غازی پوری۔

ممدوح نے اس کتاب میں مسائل فریضۂ زکوٰۃ کو نہایت مدلل و منقح طور پر
لکھا ہے جس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ صاحب نصاب
پر ہر سال زکوٰۃ کی پوری رقم نکالنی اور اسکو سردار کے حوالہ کرنا ضروری اور فرض ہے

حسب فرمائش

جناب مولانا عبد الغفار صاحب حسن آروی مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پتھر کی مسجد۔ پٹنہ

مطبوعہ

مطبع مدرسہ اصلاح المسلمین پتھر کی مسجد پٹنہ

تعداد ۱۰۰۰ قیمت عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از عالیجناب حکیم مولانا عبد الجبیر صاحب امیر جماعت اہلحدیث صوبہ بہار

اسلام کے پانچوں ارکان ایسے ہیں کہ ان میں سے کل کے کل یا ایک دو بھی نہ ہوں تو پھر اسلام قائم نہیں ہو سکتا اسکے علاوہ ان پانچوں ارکان کی ایک تو ظاہری صورت ہے اور دوسرے معنوی حقیقت یعنی اسکی روح۔ بہتیرے لوگ تو ایسے ہیں جو انکی ظاہری صورت کو بھی قائم نہیں رکھتے مگر کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہیں جو انکی ظاہری صورت کو قائم رکھے ہوئے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور روح کو قائم رکھنے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اسوقت جس رسالہ کا تعارف کرانا ہمیں مقصود ہے اسکے مصنف رحمہ اللہ کا تعارف تحصیل حاصل ہے کیونکہ جامع معقول و منقول عالم باعمل معلم بے بدل استاد الاساتذہ عالیجناب مولانا حافظ عبداللہ صاحب رحمہ اللہ غازیپوری کے تبحر علمی و صلاحیت تامہ و دقیقہ سنجی و نکتہ رسی سے علمی دنیا اچھی طرح واقف ہے اور عوام الناس میں بھی مرحوم کو بڑی شہرت حاصل ہے انکی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے عرصہ دراز ہوا کہ ممدوح مرحوم نے احکام زکوٰۃ کے متعلق ایک رسالہ تصنیف کیا تھا اس رسالہ کو اس نظر سے دیکھنا چاہیئے کہ مرحوم موصوف نے صرف زکوٰۃ کے مسائل ہی نہیں بیان کئے ہیں بلکہ بہت قابلیت کے ساتھ زکوٰۃ کی روح کو بھی قارئین کرام کے سامنے پیش کرنے کی سعی بلیغ کی ہے اگر مسلمان زکوٰۃ کی صحیح روح کو مد نظر رکھکر اس پر عمل درآمد کریں تو بلاشبہ اسوقت مسلمانوں کے بہت سے دنیاوی کام بھی بنجائیں اور آخرت کا ثواب بھی پورا ملے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قارئین کرام کو اسکی اصلی روح کے ساتھ عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

از عالیجناب مولانا عبدالغفار صاحب آروی صدر مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

جامع معقول و منقول، عالم باعمل، معلم بے بدل، استاد الاساتذہ عالیجناب حافظ عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ غازیپوری کے تبحر علمی و صلاحیت تامہ، دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی سے علمی دنیا اچھی طرح واقفیت رکھتی ہے اور عوام الناس میں بھی بڑی شہرت کے حامل ہیں، انکی شخصیت محتاج بیان نہیں، انکا تعارف کرانا آفتاب کو چراغ دکھلانے کے ہم معنی ہے۔ عرصہ دراز ہوا کہ ممدوح نے احکام زکوٰۃ کے متعلق یہ رسالہ مرتب کیا تھا جو کہ اپنے باب میں بے مثل اور قابل دید ہے۔ اپنی جامعیت و بالغیت کے اعتبار سے کمال کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے سوال و جواب کی صورت میں مرقوم ہے۔ بحمد اللہ ہر جواب قرآن و حدیث کے دلائل سے اس طرح مدلل و مزین ہے کہ اس میں انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اور ہر پہلو کو مد نظر رکھکر ایسا جواب لکھا ہے کہ سوال و اعتراض کا راستہ بند ہو گیا۔ میرے بعض مخلص نے اصرار کیا کہ اس رسالہ کو طبع کرا دیا جائے تاکہ اہل ملت اسلام زکوٰۃ کے احکام اور اسکے ادا کرنے کی صورت سے واقف ہو جائیں اور صحیح طور پر عمل درآمد کر کے دنیا اور آخرت کے فوائد سے مالا مال ہوں۔ خصوصاً اس دور میں کہ دین کے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور ہر طرف سے مخالف ہوا اسکے نشان و آثار کو ملیامیٹ کرنے پر تلی ہوئی ہے ---------------------------

اس وقت ادائیگی زکوٰۃ کی ایسی صورت رواج پکڑ چکی ہے کہ اس سے
فریضۂ زکوٰۃ کی اصل غایت ہی فوت ہو جاتی ہے اور اسکا اہم مقصد جو کہ
اہل اسلام کی مالی مضبوطی، قومی اور اجتماعی تقویت ہے جاتا رہتا ہے
اور ہر سال مال کثیر متفرق اور منتشر طور پر صرف ہو کر قومی اور اجتماعی لحاظ
سے بے کار و غیر مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر اسکو شرعی اور اصولی طور پر جو کہ
اجتماعی صورت ہے صرف کیا جاتا تو اسکے فوائد بیش از بیش ہوتے اور
بلاشبہ عند اللہ مقبول ہوتی۔

جب میرے مخلص احباب نے ان اغراض کے ماتحت اس رسالہ کی
طباعت کی طرف متوجہ کیا تو میں نے بھی انکے اس آواز پر لبیک کہا۔
اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ناظرین کے لئے مفید ثابت کرے اور اسکے مطابق
عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور محترم مولف اور اسکے ناصرین و معاونین
کو اجر و ثواب مرحمت فرمائے۔ آمین

عبدالغفار
مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین۔ پٹنہ

زکوٰۃ کے متعلق احادیث کا نچوڑ

(۱) ادائے زکوٰۃ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے۔

(۲) زکوٰۃ دینے والے کو خوف اور غم لاحق نہ ہوگا۔

(۳) زکوٰۃ وجہ مغفرت اور فضل رب ہے۔

(۴) زکوٰۃ دافع بلیات ہے۔

(۵) زکوٰۃ سے اللہ کا غضب دور ہوتا ہے۔

(۶) صدقہ و زکوٰۃ کا یوم محشر میں سایہ ہوگا۔

(۷) زکوٰۃ دینے والا بمنزلہ مجاہد ہے۔

(۸) ادائیگی زکوٰۃ کمال اسلام کی دلیل ہے۔

(۹) زکوٰۃ سے ستر بلائیں ٹلتی ہیں۔

(۱۰) زکوٰۃ آتش جہنم سے نجات ہے

(۱۱) ادائے زکوٰۃ سے عمر زیادہ ہوتی ہے۔

(۱۲) زکوٰۃ میں جماعتی فلاح کا یہ حل ہے کہ کوئی ننگا بھوکا نہیں رہے گا۔

(۱۳) زکوٰۃ نہیں دینے والوں کی نہ نماز مقبول ہوگی اور نہ ایمان۔

(۱۴) زکوٰۃ نہ دینے سے ارضی اور سماوی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔

(۱۵) زکوٰۃ کا نفع چند گونہ ملتا ہے۔

(۱۶) مانعین زکوٰۃ کیلئے تعزیری حکم قتال ہے۔

(۱۷) شرعاً زکوٰۃ وصول کرنے کا حق امام اور والی کو ہے۔

کتاب الزکوٰۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ و افضل رسلہ خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ اجمعین۔ اما بعد یہ ایک رسالہ ہے جس میں زکوٰۃ کے ضروری ضروری مسائل کا بیان ہے (زکوٰۃ میں عشر وصدقہ فطر یعنی فطرہ بھی داخل ہے) اسلیئے اس رسالہ کا نام کتاب الزکوٰۃ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے نفع بخشے اور ہمارے لیے اسکو حسن عاقبت کا ذریعہ کرے آمین ثم آمین۔

سوال۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کی کیا دلیل ہے۔

جواب۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کی ایک دو دلیلیں نہیں بہت سی دلیلیں ہیں ان میں سے یہاں پر صرف چند دلیلیں بیان کر دی جاتی ہیں توفیق والوں کیلئے اسقدر بھی بہت ہیں۔

نمبر۱ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ (پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۵ وغیرہ) ترجمہ نماز باقاعدہ پڑھا کرو اور زکوٰۃ

[illegible] بالاعتبار ہیں۔

دیا کرو: اتوا الزکوۃ مثل اقیموا الصلوٰۃ کے امر مطلق ہے۔ اور امر مطلق وجوب (فرضیت) کیلئے ہے (علی ما تقرر فی الاصول) پس ثابت ہوا کہ زکوۃ بھی مثل نماز کے فرض ہے۔

قرآن مجید میں تیس[1] جگہ سے زیادہ نماز اور زکوۃ کا ذکر ایک ساتھ ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور زکوۃ دونوں نہایت ہی تاکیدی فرض ہیں۔

نمبر ۲ صحیحین[2] و سنن اربعہ و مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا تو ان سے یہ فرمایا۔ انک تاتی قوما من اھل الکتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اطاعوک لذلک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم و لیلۃ فان ھم اطاعوک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیاءھم فترد علی فقراءھم فان ھم اطاعوک لذلک فایاک وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا و بین اللہ حجاب (منتقی صفحہ ۱۲۴۔ مشکوۃ صفحہ ۱۵۵)

ترجمہ۔ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جاتے ہو تو انکو پہلے یہ ہدایت کرنا کہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اس بات کو مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ نے

---

[1] بعض علماء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں ۳۲ جگہ نماز اور زکوۃ کا ذکر ایک ساتھ ہوا ہے۔
[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم [3] سنن ابی داؤد و سنن ترمذی و سنن نسائی و سنن ابن ماجہ۔

اُن پر ہر رات اور دن میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو اُن سے کہنا کہ اللہ نے اُن پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن کے مالداروں سے لی جائے اور انکے محتاجوں کو دیجائے۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو دیکھنا خبردار زکوٰۃ میں اُن کا اچھا اچھا اور نفیس نفیس مال چُن کر نہ لینا۔ اور مظلوم کی آہ سے بچتے رہنا مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کی بیچ میں کوئی اوٹ نہیں ہے (یعنی مظلوم کی آہ اور فریاد اللہ تعالیٰ کی حضور میں بلا روک ٹوک پہونچتی ہے)

نمبر ۳۔ صحیحین میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ مجھکو ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ جب میں اُس پر عمل کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان الحدیث۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل اول ص۲) **ترجمہ** تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اُسکا شریک نہ ٹھہرا اور نماز فرض باقاعدہ پڑھا کر اور زکوٰۃ فرض دیا کر اور رمضان کا روزہ رکھا کر۔ آخر حدیث تک۔

نمبر ۴ اسلام کے پانچ رکن ہیں جن پر اسلام کا دارمدار ہے اُنھیں پانچ رکنوں میں سے زکوٰۃ بھی ایک رکن ہے اور جس چیز پر اسلام کا دارمدار ہو اُس کے فرض ہونے میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔ صحیحین میں عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الایمان فصل اول صفحہ ۲) ترجمہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کی گواہی دینی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی گواہی دینی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں (۲) باقاعدہ نماز پڑھنی (۳) زکوٰۃ دینی (۴) حج کرنا (۵) رمضان کا روزہ رکھنا۔

تنبیہ

اس سوال کے جواب میں یہ چند دلیلیں صرف سائل کی خاطر سے لکھی گئی ہیں ورنہ اسلام میں زکوٰۃ کی فرضیت ایک ایسی قطعی اور یقینی بات ہے جو اصلا کسی دلیل کی محتاج نہیں یہانتک کہ اگر کوئی شخص اسکی فرضیت کا منکر ہو جائے تو وہ شخص اسلام ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے بڑھکر زکوٰۃ کے فرضیت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ فتح الباری چھاپہ دہلی جلد ۳ صفحہ میں فرماتے ہیں

الزکوٰۃ امر مقطوع بہ فی الشرع یستغنی عن تکلف الاحتجاج لہ وانما وقع الاختلاف فی بعض فروعہ واما اصل فرضیۃ الزکوٰۃ فمن جحدھا کفر۔ ترجمہ۔ زکوٰۃ شرع شریف میں ایک ایسا ہی قطعی فرض ہے جسکے لئے استدلال کی تکلیف اٹھانی اصلا ضرورت نہیں ہے ہاں صرف

اسکی بعض فروعات میں البتہ اختلاف پڑ گیا ہے۔ لیکن اسکی اصل فرضیت وہ تو ایسی قطعی چیز ہے کہ جو شخص اسکا منکر ہو جائے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

سوال۔ کیا زکوٰۃ ہر شخص پر فرض ہے؟

جواب۔ نہیں بلکہ صرف مالدار پر فرض ہے (جواب نمبر ۲ کی نمبر ۲ دلیل ملاحظہ ہو)

سوال کیا زکوٰۃ ہر مالدار پر فرض ہے

جواب نہیں بلکہ صرف اُسی مالدار پر فرض ہے جو صاحب نصاب بھی ہو اور جو صاحب نصاب نہ ہو اُس پر فرض نہیں ہے ہاں اپنی خوشی سے جسقدر چاہے دے۔ اس جواب کی دلیل جواب نمبر ۲ میں آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سوال۔ نصاب کیا ہے؟

جواب۔ نصاب ایک خاص مقدار کا نام ہے کہ جب مال اُس مقدار کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ اُس میں فرض ہو ورنہ فرض نہ ہو۔ النصاب ما یجب فیہ الصدقۃ (موطا مالک ص ۱۱) ہر مال کی نصاب کا مفصل بیان جواب نمبر ۱۱ میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال جو شخص مالدار صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دے تو آخرت میں اُسکی کیا سزا ہوگی؟

جواب۔ ایسا شخص جس سزا کا مستحق ہے اُسکا کچھ حال آیات اور احادیث مذکورہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۝

لہ چونکہ جواب کا حال ہلکی دلیل ۲ میں فقرہ ہر تو خذ من اغنیاءھم یعنی زکوٰۃ مالداروں سے لی جائے ...

فَذٰلِكُمْ ... يُحْمٰى عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ پارہ ۱۰ سورہ براءت رکوع ۵ ترجمہ۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسکو اللہ کی راہ میں نہیں دیتے انکو ایک سخت دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے جس دن وہ (سونا چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے اُن کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائینگی (اور اُن سے کہا جائیگا) یہ وہی سونا چاندی ہے جسکو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا۔ اب تم اُس کا مزہ چکھو جو جمع کر کے رکھتے تھے۔ بخاری شریف ص۱۵۵ میں ابوذر رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا۔

مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا يَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا جَازَتْ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے جسکو اونٹ گائے بکریاں دی ہیں اور وہ انکا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن وہ سب خوب موٹی تازی ہو کر اور قطار باندھکر آئینگی اور اسکو ایک طرف سے اپنے اپنے پاؤں سے روندنا اور سینگوں سے مارنا شروع کرینگی۔ اور جب انکی قطار ختم ہو جائیگی تو پھر سے اوسی طرح اسکو روندنا اور مارنا شروع کرینگی۔ اور جب تک تمام لوگوں کا فیصلہ نہ ہو چکے گا تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ فصل اول)

اور مسلم شریف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا۔ ما من صاحب ذھب ولا فضۃ لا یؤدی منھا حقھا
الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیھا
فی نار جھنم فیکوی بھا جنبہ وجبینہ وظھرہ کلما بردت اعیدت
لہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین العباد
فیری سبیلہ اما الی الجنۃ واما الی النار قیل یا رسول اللہ
فالابل قال ولا صاحب ابل لا یؤدی منھا حقھا ومن حقھا حلبھا
یوم وردھا الا اذا کان یوم القیامۃ بطح لھا بقاع قرقر اوفر ما
کانت لا یفقد منھا فصیلا واحدا تطؤہ باخفافھا وتعضہ بافواھھا
کلما مر علیہ اولاھا رد علیہ اخراھا فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ حتی یقضی بین العباد فیری سبیلہ اما الی الجنۃ و
اما الی النار قیل یا رسول اللہ فالبقر والغنم قال ولا صاحب
بقر ولا غنم لا یؤدی منھا حقھا الا اذا کان یوم القیامۃ بطح لھا
بقاع قرقر لا یفقد منھا شیئا لیس فیھا عقصاء ولا جلحاء ولا
عضباء تنطحہ بقرونھا وتطؤہ باظلافھا کلما مر علیہ اولاھا
رد علیہ اخراھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی
یقضی بین العباد فیری سبیلہ اما الی الجنۃ واما الی النار۔ الحدیث
(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۴) ترجمہ۔ اللہ نے جو سونا یا چاندی دیا ہے
اور وہ اس سونے چاندی کا حق ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے دن جو پچاس ہزار

برس کا ہوگا اسکے لیے اُس سونے چاندی کی تختیاں آگ سے بنائی جائینگی پھر وہ دوزخ کی آگ میں تپائی جائینگی پھر اُنسے اُس کی کروٹ اور ماتھا اور پیٹھ داغی جائینگی اور جب تک تمام بندوں کا فیصلہ نہ ہوچکے گا تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ پھر بہشت یا دوزخ جہاں اسکا جانا قرار پائے گا اُدھر اپنا راستہ دیکھے گا۔ عرض کیا گیا کہ حضور اونٹوں کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ فرمایا اللہ نے جسکو اونٹ دیئے ہیں اور وہ اُن اونٹوں کا حق ادا نہیں کرتا اور اسکے حق میں سے ہے اُسکا دوہنا بھی اسکے موقع پر آنے جانے والے کیلئے۔ قیامت کے دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا وہ شخص ایک ہموار وسیع میدان میں منھ کے بل ڈال دیا جائے گا پھر وہ سارے اونٹ جن میں ایک بچہ بھی باقی نہ رہ جائے گا خوب ہی موٹے تازے ہوکر اور قطار باندھکر آوینگے اور سب کے سب اسکو ایک طرف سے اپنے پاؤں سے روندنا اور موہنوں سے کاٹنا شروع کرینگے۔ اور جب انکی قطار ختم ہوجائیگی تو پھر سے اوسی طرح اسکو روندنا اور کاٹنا شروع کرینگے۔ جب تک تمام بندوں کا فیصلہ نہ ہوچکے گا تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ پھر بہشت خواہ دوزخ جہاں اُسکا جانا ٹھہریگا اُدھر اپنا راستہ دیکھے گا۔ عرض کیا گیا کہ گایوں اور بکریوں کی نسبت بھی ارشاد ہو۔ فرمایا اللہ نے جسکو گائیں اور بکریاں دی ہیں اور وہ اُنکا حق ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا وہ شخص ایک ہموار وسیع میدان میں مُنھ کے بل

ڈال دیا جائے گا پھر وہ ساری گائیں اور بکریاں جن میں سے ایک بچہ بھی
باقی نہ رہ جائیگا اور اُن میں سے نہ کوئی مڑی ہوئی سینگ والی ہوگی نہ بے
سینگ والی نہ ٹوٹی ہوئی سینگ والی یہ سب خوب ہی موٹی تازی ہوکر اور قطار
باندھ کر آوینگی اور سب کے سب اسکو ایک طرف سے اپنے سینگوں سے مارنا اور
اپنے اپنے پاؤں سے روندنا شروع کرینگی اور جب انکی قطار ختم ہو جائیگی تو پھر
سے اُسی طرح اسکو مارنا اور روندنا شروع کرینگی۔ جب تک تمام بندوں کا
فیصلہ نہ ہو چکے گا۔ تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ پھر بہشت
خواہ دوزخ جہاں اسکا جانا ٹھہرے گا اُدھر اپنا راستہ دیکھے گا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما
اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون
ما بخلوا بہ یوم القیامۃ وللہ میراث السموات والارض واللہ
بما تعملون خبیر (سورۂ آل عمران رکوع ۱۸) ترجمہ اللہ نے جن کو
اپنی فضل سے مال دیا ہے اور وہ اسکا حق ادا کرنے میں بخیلی کرتے ہیں
وہ اُس بخیلی کو اپنے حق میں ہرگز اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ اُن کے حق میں سراسر
برا ہے۔ جس مال کا حق ادا کرنے میں بخیلی کی تھی وہ مال قیامت کے دن
اژدہا کی شکل بنا کر) ان کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائیگا۔ اور
سارے آسمان و زمین کا وارث اللہ ہی ہے (یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور سارا کچھ
اُسی کا ہو رہے گا) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب ہی خبردار ہے۔
بخاری شریف میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ من اٰتاہ اللہ مالاً فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیامۃ شجاعاً اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۵۷) ترجمہ اللہ نے جسکو مال دیا ہے اور وہ اسکی زکوۃ نہیں دیتا ہے تو وہ مال قیامت کے دن نہایت پرانے زہریلے سانپ کی شکل بنکر اسکے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائیگا پھر وہ سانپ اسکی دونوں باچھیں پکڑ کر اسکو ڈسا کریگا۔ اور یہ کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا کنز ہوں اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ (۲) ترک زکوۃ موصل الی النفاق ونفاق فی القلب (ابن کثیر صفحہ ۲۱ جلد ۵)۔

سوال جو لوگ مالدار صاحب نصاب ہو کر زکوۃ نہ دیں اس سے دنیا میں بھی کچھ نقصان پہونچتا ہے؟

جواب زکوۃ نہ دینے سے جو جو نقصانات دنیا میں پہونچا کرتے ہیں اور اس سے جو جو برے نتیجے دنیا میں رائج ہوا کرتے ہیں بہت ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ اسکی شامت سے آسمان سے مینہ روک لیا جاتا ہے اور ملک میں قحط ڈال دیا جاتا ہے۔ عن بریدۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منع قوم الزکوۃ الا ابتلاہم اللہ بالسنین رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ ثقات والحاکم والبیہقی فی حدیث الا انہما قالا ولا منع قوم الزکوۃ الا حبس اللہ عنہم القطر و

۱؎ یعنی وہ الحاکم نے زکوۃ نہیں دی تھی

قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم و رواہ ابن ماجہ و البزار و البیھقی من حدیث ابن عمر و لفظ البیھقی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر الحدیث وفیہ لم یمنعوا زکوٰۃ اموالھم الا منعوا القطر من السماء الحدیث و عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فذکر الحدیث وفیہ لا منعوا الزکوٰۃ الا حبس عنھم القطر رواہ الطبرانی فی الکبیر و سندہ قریب عن الحسن و لہ شواھد (کتاب الترغیب والترہیب للحافظ المنذری رح صفحہ ۱۶۱) ترجمہ طبرانی رح نے معجم اوسط میں بریدہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ ما منع قوم الزکوٰۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینا مگر اللہ نے انکو قحط سالیوں[1] میں مبتلا کیا اور حاکم و بیہقی کی روایت میں یوں ہے وما منع قوم الزکوٰۃ الا حبس اللہ عنھم القطر یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینا مگر اللہ نے اُن سے مینہ روک لیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور بزار اور بیہقی نے ابن عمر رض سے بھی روایت کیا ہے بیہقی کا لفظ یہ ہے۔ ولم یمنعوا زکوٰۃ اموالھم الا منعوا القطر من السماء یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا مگر اُن سے آسمان سے مینہ بند کیا گیا۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابن عباس رض سے

[1] یعنی زکوٰۃ نہ دینے کا ایک نتیجہ قحط سالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے جو اس زمانہ میں موجود ہے۔

ترمذی نے روایت کی ہے ولا منعوا الزکوٰۃ الا حبس عنھم القطر یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینا مگر ان سے مینہ روکا گیا ع آب تائید بلے منع زکوٰۃ **دوسرا** بد نتیجہ یہ ہے کہ اس کی شامت سے مال تلف ہو جاتا ہے۔ عبادہ بن صامت رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ما تلف مال فی بر و بحر الا بمنع الزکوٰۃ فحصنوا اموالکم بالزکوٰۃ (عب منتخب کنز العمال صفحہ ۲۹۰ جلد ۲) **ترجمہ** نہیں تلف ہوا کوئی مال خشکی میں نہ تری میں مگر زکوٰۃ نہ دینے سے پس تم زکوٰۃ دینے سے اپنے مالوں کی حفاظت کیا کرو۔ اس مضمون کی حدیث عبداللہ بن عمر رضی سے بھی مروی ہے (طس منتخب کنز العمال صفحہ ۲۹۰ ج ۲) **تیسرا** بد نتیجہ یہ ہے کہ اس کے شامت سے نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں من لم یزک فلا صلوٰۃ لہ رواہ الطبرانی فی الکبیر موقوفا باسانید احدھا صحیح والاصبہانی۔ (کتاب الترغیب والترہیب صفحہ ۱۵۹) **ترجمہ** جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا اسکی نماز بھی نہیں ہوتی۔ اور انس بن مالک رضی روایت کرتے ہیں کہ لا یقبل اللہ تعالی صلوٰۃ رجل لا یؤدی الزکوٰۃ (منتخب کنز العمال صفحہ ۲۸۹ جلد ۲) **ترجمہ** جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا اللہ تعالی اسکی نماز بھی قبول نہیں فرماتا۔

سوال جو لوگ مالدار صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دیں انکے ساتھ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔

جواب مسلمان بادشاہ ان کے ساتھ جہاد و قتال کرے یہانتک کہ وہ لوگ ان ناشائستہ حرکت سے باز آ دیں۔ اور زکوٰۃ دینا جاری کردیں۔ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم (پ ۱۰ سورہ براۃ رکوع ۱) **ترجمہ** مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کو گرفتار کرو اور محاصرہ انکا کرو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر وہ لوگ توبہ کریں اور باقاعدہ نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کا رستہ چھوڑ دو **ف** ان کا رستہ چھوڑ دو یعنی اب ان کو کسی طرح کا تعرض نہ کرو نہ ان کو قتل کرو نہ ان کو گرفتار نہ انکا محاصرہ کرو اور نہ ان کی تاک میں بیٹھو اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ شرک سے توبہ کریں لیکن نماز نہ پڑھیں یا زکوٰۃ نہ دیں تو انکا رستہ نہ چھوڑو یعنی ان سے مذکورہ بالا تعرض کرو۔ ذیل کی حدیث سے یہ مطلب زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ صحیحین میں ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویوتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام[۱] وحسابھم علی اللہ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل اول صفحہ ۹) **ترجمہ** مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہانتک کہ اس بات کی

---

[۱] لیکن مسلم کی روایت میں الا بحق الاسلام کا لفظ نہیں ہے ۱۲ منہ

گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور باقاعدہ نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو جب یہ سب مذکورہ باتیں کرینگے تو اپنی جان و مال کو مجھ سے بچا لینگے بجز اسلامی حق کے اور ان کا محاسبہ اللہ پر ہے۔

اور بھی صحیحین میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبیلوں نے ابوبکر رضہ کے پاس زکوٰۃ کا پہونچانا بند کر دیا اس پر ابوبکر رضہ ان سے قتال کرنے پر آمادہ ہوگئے تو حضرت عمر رضہ نے ان سے عرض کی کہ آپ اُن لوگوں سے کیونکر قتال کر سکتے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا ہے۔ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ (مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ فصل ثالث ص۱۴۹) یعنی مجھکو تب ہی تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جب تک لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنی جان و مال کی مجھ سے حفاظت کر لی۔ بجز اسلامی حق کے اور اس شخص کا محاسبہ اللہ پر ہے تو ابوبکر رضہ نے فرمایا واللہ جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس سے ضرور قتال کرونگا اسلئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ بخدا اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ صلعم کے پاس پہونچایا کرتے تھے مجھ سے روک لینگے تو بھی میں ان سے اسکے روک لینے پر ضرور قتال کرونگا۔ حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضہ

جو زکوٰۃ نہ دینے والوں سے قتال کرنے پر آمادہ ہو گئے سمجھا یعنی خوب سمجھ لیا کہ اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دل اس قتال کے لئے کھول دیا ہے تو معلوم ہوا میں نے بھی خوب سمجھ لیا کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں سے اگرچہ اس میں شوری لا الٰہ الا اللہ ہو گی قتال کرنا حق ہے۔

سوال صدقات خیرات میں کیا کیا خیر و برکت ہے اور بخل کرنے میں کیا کیا برائی اور بے برکتی ہے۔

جواب صدقات اور خیرات میں جس قدر خیر و برکت ہے اور بخل کرنے میں جس قدر برائی و بے برکتی ہے اس کا پورا حال آیات و احادیث ذیل سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ و اللہ یضاعف لمن یشاء و اللہ واسع علیم (پارہ ۳- البقرہ- رکوع ۳۶)

ترجمہ جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس خرچ کی مثال اس دانے کی سی ہے جو زمین میں بو دیا گیا۔ جس سے سات بالیں پیدا ہو گئیں جن میں سے ہر ہر بال میں سو سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ بہت کچھ بڑھا دیتا ہے اور اللہ بڑی سمائی والا خوب دانا ہے۔ **ف** اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نیک عمل یعنی اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کی مثال کھیتی سے دی ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا ہے کہ ہم نے اس نیک عمل کو ویسا ہی نشو و نما بخشی ہے جس طرح اچھی زمین میں کھیتی کو جیسا کہ فرمایا یمحق اللہ الربٰو

ویربی الصدقات یعنی اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے
(پارہ ۳ سورۃ البقرہ رکوع ۳۸) اور اس میں کچھ سات ہی سو تک بڑھنے کی
حد نہیں ہے بلکہ جیسا اخلاص اور نیت اور حلال مال ہوگا ویسی اس میں
بڑھتی ہوگی۔ اگرچہ یہ بڑھتی لاکھ گنی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے
ہاں کسی بات کی تو کچھ کمی ہی نہیں وہ تو بڑی ہی وسعت اور سمائی والا
ہے اور ہر شخص کے اخلاص اور نیت اور ساری باتوں کو تو خوب ہی جانتا
ہے۔ اسلئے یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کا ایک پیسہ دوسرے کے لاکھوں پیسے
سے بڑھ جائے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے[1] کہ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے
راہ میں خرچ کرو تو وہ اس آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جو رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے خرچ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ الشیطن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء[2] واللہ یعدکم
مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسع علیم (پارہ ۳۔ بقرہ رکوع ۳۷)
ترجمہ: شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی پر ابھارتا ہے
اور اللہ تم کو اپنی طرف سے بخشش اور زیادہ دینے کا وعدہ فرماتا ہے اور
اللہ بڑی سمائی والا خوب داناہے۔ ف: شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے

---

[1] دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۵۔

[2] فحش کے معنی اعتدال سے بڑھ جانے کے ہیں یعنی شیطان ایک طرف تم کو محتاجی کا خوف دلاتا ہے اور دوسری طرف نام و نمود عیش و عشرت فسق و فجور میں تم سے خوب خرچ کراتا ہے یہاں تک کہ تم کو اکثر محتاج کرا دیتا ہے ۱۲۔

یعنی کہتا ہے کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے اسکو روکے رہو اللہ کی مرضی میں خرچ
نہ کرو ایسا نہ ہو کہ کہیں مفلس و کنگال ہو جاؤ۔ اور تم کو بے حیائی پر ابھارتا ہے۔
یعنی بخل پر ابھارتا ہے۔ اور اس بات پر کہ اس مال سے خوب سا عیش و مزا
اڑاؤ اور اپنی خواہشیں پوری کرو۔ مال تو دیا ہوا اللہ ہی کا ہے پھر اس مال کو
اللہ کی تاکید سن کر بھی اس کی مرضی میں خرچ نہ کرنا بلکہ اس کی مرضی کے خلاف
میں جہاں جی چاہے خرچ کرنا یہ کیسی بے حیائی اور شرمناک بات ہے اسکی
مقابلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میری مرضی میں خرچ کرو گے تو میں
تمھارے گناہ بھی بخش دونگا۔ اور زیادہ بھی دونگا۔ کیونکہ اللہ کے ہاں کسی
بات کی کچھ کمی تو ہے ہی نہیں وہ تو بڑی ہی وسعت اور سمائی والا ہے۔
اور سب کے سارے احوال جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا بلوناھم
کما بلونا اصحب الجنۃ اذ اقسموا لیصرمنھا مصبحین ۰ ولا
یستثنون ۰ فطاف علیھا طائف من ربک وھم نائمون ۰ فاصبحت
کالصریم ۰ فتنادوا مصبحین ۰ ان اغدوا علی حرثکم ان کنتم
صارمین ۰ فانطلقوا وھم یتخافتون ۰ ان لا یدخلنھا الیوم
علیکم مسکین ۰ وغدوا علی حرد قادرین ۰ فلما راوھا قالوا
انا لضالون ۰ بل نحن محرومون ۰ قال اوسطھم الم اقل لکم
لولا تسبحون ۰ قالوا سبحن ربنا انا کنا ظلمین ۰ فاقبل بعضھم
علی بعض یتلاومون ۰ قالوا یویلنا انا کنا طاغین ۰ عسی
ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الی ربنا راغبون ۰ کذلک

العذاب ط ولعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ٹ ترجمہ بلاشبہ
اسی طرح ہم نے ان کافروں کو بھی آزمایا ہے جس طرح ہم نے اس باغ والوں کو آزمایا
تھا جب ان باغ والوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہی ضرور ضرور اسکے پھل
توڑ لیں گے۔ اور ان شاء اللہ بھی نہ کہا پھر تو یہ سوتے کے سوتے ہی رہے کہ تیرے
رب کی طرف سے اس باغ پر بلائے ناگہانی اس سرے سے اس سرے تک پھر گئی پھر
وہ باغ صبح ہوتے ہوتے ایسا ہو گیا جیسے کوئی سارے پھل توڑ کر لے گیا ہو۔ یا
جیسے آگ سے جل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا ہو۔ پھر ان لوگوں نے صبح ہوتے
ایک دوسرے کو آواز دی کہ اگر تم کو پھل توڑنے ہیں تو سویرے ہی اپنے کھیت پر
جا پہونچو۔ پھر وہ سب کے سب روانہ ہو گئے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے
تھے کہ آج کوئی مسکین تم تک باغ کے اندر ہرگز گھسنے نہ پائے۔ اور بڑے زور پر
لپکے ہوئے سویرے جا پہونچے۔ پھر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے[1] کہ ضرور ہم رستہ
بھول گئے۔ بلکہ ہماری قسمت[2] پھوٹ گئی۔ ان میں سے بڑا اچھا آدمی تھا لگا کہنے
کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے وہ بول اٹھے ہمارا رب
پاک ذات ہے۔ بیشک ہم ہی قصوروار ہیں۔ پھر ایک دوسرے کی طرف
منہ کر کے لگے آپس میں اُلہنا دینے سب بول اٹھے کہ ہائے ہماری کم بختی۔

۱؎ یہ اسلئے کہا کہ وہ باغ ایسا اجڑا اور ویران پڑا تھا کہ اسکو پہچان نہ سکے ۱۲ منہ

۲؎ یعنی پہلے تو پہچان نہ سکے۔ پھر جب سوچے اور پہچانا تو سمجھے کہ ہم رستہ نہیں بھولے بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی۔ کہ اس باغ سے محروم کر دیئے گئے۔ پھر اسی محرومی قسمت پر افسوس کرنے لگے ۱۲ منہ۔

بیشک ہمیں ہی حد سے بڑھ جانے والے تھے ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب اس
باغ کے بدلے ہم کو اس سے اچھا باغ عنایت فرمائے بیشک ہم اپنے رب کی
طرف رجوع لاتے ہیں۔ اسی طرح ناگہانی آفت نازل ہوا کرتی ہے اور بیشک
آخرت کی آفت کہیں بڑھ کر ہے کاش کہ یہ سمجھتے ہوتے **ف** مفسرین نے
لکھا ہے کہ یہ ایک باغ تھا عرب کے ملک میں باغ کا مالک باغ کی پیداوار سے
حق اللہ دیا کرتا تھا۔ اسکی برکت سے سارا گھر آسودہ رہتا تھا۔ اس کے بعد
باغ کا وارث اسکی اولاد ہوئی۔ اولاد بھی بخیل۔ وہ کہنے لگی ہمارا باپ تھا
احمق کہ جو کچھ بچتا تھا سب صدقہ و خیرات کر دیا کرتا تھا۔ ہم اگر نہ دینگے
تو ہمارے پاس بہت سا جمع ہو جائے گا۔ غرض اولاد نے مارے بخل کے
حق اللہ بند کر دیا۔ باغ پر کوئی آسمانی آفت آئی اور اسکو تباہ کر گئی بجائے
اسکے کہ ان کے پاس بہت سا جمع ہوتا گرہ کا مال بھی جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ جو کوئی اللہ کی ناشکری کرتا ہے اللہ کے دئیے ہوئے مال میں بخل کرتا ہے
یعنی حق اللہ بند کر دیتا ہے۔ اس پر ایسی ہی آفت آیا کرتی ہے۔ اور صحیحین
میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما
اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔
(مشکوٰۃ باب الانفاق فصل اول) **ترجمہ** ہمیشہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے
ہیں۔ ایک کہتا ہے الٰہی خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے الٰہی
بخیل کو تباہ کر۔ اور بھی صحیحین میں اسماء رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا انفقی ولا تحصی فیحصی اللہ
علیک ولا توعی فیوعی اللہ علیک ارضخی ما استطعت متفق علیہ مشکوٰۃ
باب الانفاق فصل اول ترجمہ خرچ کیا کر اور بند نہ رکھ ورنہ اللہ بھی
تجھ سے بند رکھے گا۔ اور روک نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھ سے روک رکھیگا۔ اور
جہاں تک تجھ سے ہو سکے کچھ دیئے جا۔ اور بھی صحیحین میں ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے انفق یا ابن آدم انفق علیک ترجمہ اے آدمی تو خرچ کیا کر
میں بھی تجھ کو دیا کرونگا۔ اور صحیح مسلم میں ابوامامہ رض سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا ابن آدم ان تبذل
الفضل خیر لک وان تمسکہ شر لک ولا تلام علی کفاف
وابدأ بمن تعول ترجمہ اے آدمی جو کچھ تیری حاجت سے بچ رہے
اسکو تیرا خرچ ہی کر ڈالنا تیرے لیئے اچھا ہے اور رکھ چھوڑنا تیرے
حق میں برا ہے اور ضرورت کے قدر رکھ چھوڑنے میں کچھ
ملامت نہیں ہے اور پہلے اسکو دے جس کا خرچ تیرے ذمہ ہے۔
اور بھی صحیح مسلم میں جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا۔ واتقوا الشح فان الشح اھلک من کان قبلکم
حملھم علی ان سفکوا دماءھم واستحلوا محارمھم ترجمہ
بخل اور کنجوسی سے بچو یہی بخل اور کنجوسی نے اگلوں کو تباہ کیا تھا۔
اسی کے وجہ سے خونریزیاں بھی کیں۔ اور حرام کو حلال بھی کیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۵۶) اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ بینا رجل بفلاۃ من الارض فسمع صوتا فی سحابۃ اسق حدیقۃ فلان فتنحی ذلک السحاب فافرغ ماءہ فی حرۃ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ فاذا رجل قائم فی حدیقتہ یحول الماء بمسحاتہ فقال لہ یا عبد اللہ ما اسمک قال فلان الاسم الذی سمع فی السحابۃ فقال لہ یا عبد اللہ لم تسئلنی عن اسمی فقال سمعت صوتا فی السحاب الذی ھذا ماءہ یقول اسق حدیقۃ فلان لاسمک فما تصنع فیھا قال اما اذا قلت ھذا فانی انظر الی ما یخرج منھا فاتصدق بثلثہ واکل انا وعیالی ثلثا وارد فیھا ثلثہ

ترجمہ ایک شخص ایک میدان میں چلا جا رہا تھا کہ بدلی سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے کھیت کو سیراب کر۔ ادھر بدلی مڑی اور ایک پتھریلی زمین پر خوب برسی یہاں تک کہ اپنا سارا پانی اس پر انڈیل دیا۔ پھر وہ کل پانی ایک نالی سے ہو کر اس کھیت کی طرف چلا۔ وہ شخص بھی اسی پانی کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ آگے جا کر دیکھا کیا ہے کہ ایک شخص کدال لئے اپنے کھیت میں کھڑا ہوا پانی ادھر ادھر کر رہا ہے۔ اس سے نام پوچھا تو وہی نام بتایا جو بدلی سے سنا تھا کھیت والے نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے وجہ بتا کر پوچھا کہ تم اپنی کھیتی میں کیا کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا میں اس کی پیداوار کی ایک تہائی صدقہ کر دیا کرتا ہوں۔ اور ایک تہائی میں میں اور میرے عیال

لگاتے ہیں۔ اور ایک آبائی کھیتی کی آبادی میں لگاتا ہوں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۹ فصل ۲) اور بھی صحیحین میں ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہا کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل (باب فضل الصدقہ فصل اول مشکوٰۃ) **ترجمہ** جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور برابر صدقہ کیا ہے اور اللہ پاک ہی کمائی کو قبول بھی فرماتا ہے تو اللہ اس صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اس کو صدقہ کرنے والے کے لئے اس طرح پالتا ہے جیسے کوئی اپنا بچھڑا پالتا ہے یہانتک کہ وہ کھجور برابر صدقہ مل کر پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ما نقصت صدقۃ من مال (مشکوٰۃ) **ترجمہ** صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ اور صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی کل مسلم صدقۃ قالوا فان لم یجد قال فلیعمل بیدیہ فینفع نفسہ ویتصدق الحدیث (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۹) **ترجمہ** ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے لوگوں نے عرض کیا۔ اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو فرمایا کمائے اور اس سے اپنے آپ کو نفع پہونچائے اور صدقہ کرے آخر حدیث تک۔ اور صحیحین میں انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیاکل منہ انسان او طیر

او بھیمۃ الا کانت لہ صدقۃ (مشکوٰۃ) **ترجمہ** جب کوئی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی آدمی یا کوئی چرند یا پرند کچھ کھا لیتا ہے تو یہ سب اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔ اور بھی ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا غفر لامرءۃ مومسۃ مرت بکلب علی راس رکی یلھث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفھا فاوثقتہ بخمارھا فنزعت لہ من الماء فغفر لھا بذلک (مشکوٰۃ) **ترجمہ** ایک فاحشہ عورت نے ایک کتے کو کنواں کے مینڈھ پر زبان نکالے پیاس سے مرتے دیکھ کر اپنا موزہ اتارا اور اپنی اوڑھنی باندھ کر کتے کے لئے پانی کھینچا۔ اس پر اللہ نے اسکو بخش دیا اور سنن ترمذی میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الصدقۃ لتطفی غضب الرب وتدفع میتۃ السوء (مشکوٰۃ) **ترجمہ** بے شک اور بلا شبہ صدقہ پروردگار کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور خاتمہ کے برائی کو دور کرتا ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۸) درواہ ابن حبان فی صحیحہ وقال الترمذی حدیث حسن غریب الترغیب والترھیب للحافظ المنذری) اور مسند امام احمد بن حنبل میں بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ ان ظل المومن یوم القیامۃ صدقتہ **ترجمہ** قیامت میں مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہی ہوگا (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۲) اور سنن ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں

حارث اشعری سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے یحییٰ عم کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ آپ بھی اُن پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی کہدیں کہ وہ بھی اُن پر عمل کریں۔ یحییٰ عم نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کرکے پانچوں باتیں ان کو سنا دیں ان میں چوتھی بات یہ تھی کہ امرکم بالصدقۃ فان مثل ذلک کمثل رجل اسرہ العدو فاوثقوا یدہ الی عنقہ وقدموہ لیضربوا عنقہ فقال انا افدی نفسی منکم بالقلیل والکثیر ففدی نفسہ منھم ترجمہ اللہ نے تم کو صدقہ دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ صدقہ دینے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کو دشمنوں نے گرفتار کرکے مشکیں کس لی ہوں۔ پھر جب گردن مارنے کے لئے اسکو سامنے لائے تو ان سے کہنے لگا کہ میں تمھیں اپنی جان کا بدلہ دیتا ہوں مجھے چھوڑ دو۔ پس اسنے تھوڑا بہت دیکر اُن سے اپنی جان چھوڑا لی (رواہ الترمذی وھذا لفظہ وقال ھذا حدیث حسن صحیح والنسائی ببعضہ وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم۔ الترغیب والترھیب صفحہ ۱۲۱)

اور سنن نسائی اور صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا سبق درھم مائۃ الف درھم فقال رجل وکیف ذالک یا رسول اللہ قال رجل لہ مال کثیر اخذ من عرضہ مائۃ الف درھم تصدق بھا ورجل لیس لہ الا درھمان فاخذ احدھما فتصدق بہ۔

ترجمہ۔ ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یہ کس طرح یارسول اللہ فرمایا اس طرح کہ ایک شخص کے پاس بہت سا مال ہے اُس نے اس مال کے کنارہ سے ایک لاکھ درہم لے کر صدقہ کر دیا۔ اور ایک دوسرے شخص کے پاس کل دو ہی درہم ہیں۔ اس نے اس میں سے ایک درہم یعنی آدھا مال لے کر صدقہ کر دیا تو یہ ایک درہم اس ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔

(رواہ النسائی وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحہما واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم۔ الترغیب والترهیب ص۱۸۲)

سؤال ۹۔ کن کن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے۔

جواب ۹۔ اموال ذیل میں زکوٰۃ فرض ہے۔ (۱) چاندی (۲) سونا[1] (۳) اونٹ۔ اونٹ میں اونٹنی بھی شامل ہے (۴) گائے۔ گائے میں بیل۔ بھینس بھینسے بھی شامل ہیں (۵) بکری۔ بکری میں بکرا۔ بھیڑ۔ بھیڑے۔ دنبی۔ دنبے بھی شامل ہیں (۶) کھیت اور باغ کی پیداوار میں (۷) مال تجارت (۸) رکاز یعنی دفینۂ جاہلیت (۹) معدن یعنی کان۔ اس جواب کی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

سؤال ۱۰۔ کیا مذکورۂ بالا مالوں میں ہر حالت میں زکوٰۃ فرض ہے یا کسی خاص حالت میں اور وہ خاص حالت کیا ہے۔

جواب ۱۰۔ کل مذکورۂ بالا مالوں میں ہر حالت میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے بلکہ رکاز کے سوا ہر ایک مال میں ایک خاص حالت میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اور وہ

---

[1] وہ مسکوک ہو یا غیر مسکوک یا دیور ۱۲

اس حالت یہ ہے کہ وہ مال نصاب کو پہونچ چکا ہو اور اگر نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس قدر چاہے دے ثواب ضرور ملے گا اور رکاز[1] میں ہر حالت میں زکوٰۃ فرض ہے خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت۔ اس جواب کی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۱۱ جن جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان کی نصاب کیا ہے۔

جواب ۱۱ چاندی کی نصاب دو سو درم[2] یعنی ساڑھے باون تولہ[3] خاص۔ جو اس رائج الوقت انگریزی روپیہ سے جو ساڑھے دس ماشہ کا ہوتا ہے پورے ساٹھ روپے کے برابر وزن میں ہوتے ہیں۔ سونے کی نصاب بیس مثقال[4] یعنی ساڑھے سات تولہ خالص سونا ہے۔ اونٹ کی نصاب پانچ اونٹ ہے۔ گائے کی نصاب تیس گائے ہے۔ بکری کی نصاب چالیس بکری ہے کھیت و باغ کی پیداوار کی پانچ وسق ہے۔ مال تجارت کی نصاب وہی ہے جو چاندی سونے کی ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا۔ یعنی اگر مال تجارت کا دام چاندی سے لگایا جائے تو اگر ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس سے زائد کا ہو جائے تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے اور اس سے کم کا ہو تو نہیں۔ اور اگر دام سونے سے لگایا جائے

---

[1] یعنی دفینہ جاہلیت ۱۲

[2] درم مثقال کا ۷/۱۰ ہوتا ہے۔

[3] تولہ بارہ ماشہ کا ہوتا ہے۔

[4] مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اسکا مفصل بیان جواب ۱۵ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تو اگر ساڑھے سات تولہ سونا یا اس سے زاید کا ہو جائے تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے اور اس سے کم کا ہو تو نہیں اس جواب کی دلیل بھی جواب نمبر ۱۳ میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۱۲ - جن جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان میں سے کس مال میں کس قدر زکوٰۃ فرض ہے۔

جواب ۱۲ - چاندی سونے میں ربع العشر یعنی چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔ اونٹ میں اس تفصیل سے فرض ہے۔ جب تک پچیس اونٹ سے کم ہوں فی پانچ اونٹ[1] ایک بکری اور پچیس اونٹ میں بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی جس کو دوسرا سال شروع ہو چکا ہو) پینتیس ۳۵ تک یہی حکم ہے اور چھتیس ۳۶ میں ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی جسکو تیسرا سال شروع ہو چکا ہو) پینتالیس تک یہی حکم ہے اور چھیالیس میں ایک حقہ (سہ سالہ اونٹنی جسکو چوتھا سال شروع ہو چکا ہو) ساٹھ تک یہی حکم ہے اور اکسٹھ میں ایک جذعہ (چار سالہ اونٹنی جسکو پانچواں سال شروع ہو چکا ہو۔) پچھتر تک یہی حکم ہے اور چھہتر میں دو بنت لبون نوّے تک یہی حکم ہے اور اکانوے میں دو حقہ ایک سو بیس تک یہی حکم ہے اور جب ایک سو بیس سے زاید ہو تو زاید میں ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ فرض ہے۔ بکری میں اس تفصیل سے فرض ہے۔ چالیس میں ایک بکری۔ ایک سو بیس تک یہی حکم ہے اور ایک سو اکیس میں دو بکری

[1] یعنی ۵ اونٹ میں ایک بکری فرض ہے۔ دس میں دو بکری اور ۱۵ میں ۳ بکری اور ۲۰ میں ۴ بکری

دو سو تک یہی حکم ہے اور دو سو ایک میں تین بکری، تین سو تک یہی حکم ہے اور جب تین سو سے زائد ہو تو فی صدی ایک بکری فرض ہے۔ **گائے میں** اس تفصیل سے فرض ہے۔ ہر تیس میں ایک تبیع (ایک سالہ گوسالہ نر) یا ایک تبیعہ (ایک سالہ گوسالہ مادہ) اور ہر چالیس[1] میں ایک مسنہ (دو سالہ گوسالہ مادہ جسکو تیسرا سال شروع ہو چکا ہو) **کھیت اور باغ** کی پیداوار میں اس تفصیل سے فرض ہے۔ جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب کیا جاتا ہو اسکی پیداوار میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ فرض ہے اور جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب نہ کیا جاتا ہو[2] اسکی پیداوار میں عشر یعنی دسواں حصہ فرض ہے **مال تجارت** میں بھی تقویم کے بعد چاندی سونے کے طرح ربع العشر فرض ہے **رکاز**[3] میں خمس یعنی پانچواں حصہ فرض ہے اسکی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

سوال ۱۳۔ جوابات نمبر ۳۔ ۹۔ ۱۰ اور ۱۲ کی دلیل کیا ہے۔

جواب ۱۳۔ ان جوابات کی دلیل حسب ذیل ہے۔ بخاری شریف میں انس رضی سے

---

[1] یعنی تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ۔ چالیس میں ایک مسنہ اور ساٹھ میں دو تبیع۔ ۷۰ میں ایک مسنہ ایک تبیع۔ ۸۰ میں ۲ مسنہ۔ ۹۰ میں تین تبیع۔ ۱۰۰ میں ایک مسنہ دو تبیع۔ ۱۱۰ میں ۲ مسنہ ایک تبیع۔ ۱۲۰ میں ۳ مسنہ یا ایک تبیع۔ ۱۲۔

[2] خواہ بارش یا نہر یا چشمہ کے پانی سے سیراب ہو جاتا ہو یا زمین ہی کی تری اسکو کافی ہو جاتی ہو۔

[3] یعنی کفر کے وقت کا دفینہ مل جائے تو اس میں سے ایک خمس یعنی پانچواں حصہ دینا ہوگا۔ باقی پانے والے کا ہے۔

روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضہ نے اپنے عہد خلافت میں انکو (انس رضہ کو)
بحرین[1] کی طرف روانہ کیا تو مندرجہ ذیل دستور العمل لکھ کر انکے حوالہ کیا جسکا
سرنامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ ہے ۔ ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی
فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المسلمین والتی امر اللہ
بہا رسولہ فمن سئلہا من المسلمین علی وجہہا فلیعطہا ومن
سئل فوقہا فلا یعط **ترجمہ** یہ دستور العمل زکوٰۃ کا ہے جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا اور جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تو جس مسلمان سے اسکے مطابق زکوٰۃ طلب
کی جائے وہ دے اور جس مسلمان سے اس سے زیادہ طلب کی جائے وہ نہ دے۔

نقل دستور العمل

فی اربع وعشرین من الابل فما دونہا من الغنم من کل خمس
شاۃ فاذا بلغت خمسا وعشرین الی خمس وثلثین ففیہا بنت مخاض
انثی۔ فاذا بلغت ستا وثلثین الی خمس واربعین ففیہا بنت لبون انثی
فاذا بلغت ستا واربعین الی ستین ففیہا حقۃ طروقۃ الجمل
فاذا بلغت واحدۃ وستین الی خمس وسبعین ففیہا جذعۃ فاذا
بلغت ستا وسبعین الی تسعین ففیہا بنتا لبون۔ فاذا بلغت
احدی وتسعین الی عشرین ومائۃ ففیہا حقتان طروقتا الجمل

[1] ملک عرب میں ایک شہر کا نام ہے ۱۲

فاذا زادت علی عشرین ومائۃ ففی کل اربعین بنت لبون وفی کل خمسین حقۃ ومن لم یکن معہ الا اربع من الابل فلیس فیہا صدقۃ الا ان یشاء ربہا۔ فاذا بلغت خمسا ففیہا شاۃ ومن بلغت عندہ من الابل صدقۃ الجذعۃ ولیست عندہ جذعۃ وعندہ حقۃ فانہا تقبل منہ الحقۃ ویجعل معہا شاتین ان استیسرتا لہ او عشرین درہما ومن بلغت عندہ صدقۃ الحقۃ ولیست عندہ الحقۃ وعندہ الجذعۃ فانہا تقبل منہ الجذعۃ ویعطیہ المصدق عشرین درہما او شاتین ومن بلغت عندہ صدقۃ الحقۃ ولیست عندہ الا بنت لبون فانہا تقبل منہ بنت لبون ویعطی شاتین او عشرین درہماً ومن بلغت صدقۃ بنت لبون وعندہ حقۃ فانہا تقبل منہ الحقۃ ویعطیہ المصدق عشرین درہما او شاتین ومن بلغت صدقۃ بنت لبون ولیست عندہ وعندہ بنت مخاض فانہا تقبل منہ بنت مخاض ویعطی معہا عشرین درہما او شاتین ومن بلغت صدقۃ بنت مخاض ولیست عندہ وعندہ بنت لبون فانہا تقبل منہ ویعطیہ المصدق عشرین درہما او شاتین فان لم تکن عندہ بنت مخاض علی وجہہا وعندہ ابن لبون فانہ یقبل منہ ولیس معہ شیئ۔ وفی صدقۃ الغنم[1] فی سائمتہا

[1] قال مالک فی الموطا فی الرجل یکون لہ الضان والمعز انہا یجمع علیہ فی الصدقۃ وقال انما الغنم کلہا الخ وفی ہدایۃ الحنفیۃ الضان والمعز سواء ولان لفظ الغنم شاملۃ للکل والنص ورد بہ الخ ۱۲

اذا كانت اربعين الى عشرين ومائة شاة فاذا زادت على عشرين ومائة الى مائتين ففيها شاتان فاذا زادت على مائتين الى ثلثمائة ففيها ثلث شياة فاذا زادت على ثلثمائة ففي كل مائة شاة فاذا كانت سائمة الرجل ناقصة من اربعين شاة واحدة فليس فيها صدقة الا ان يشاء ربها ولا تخرج في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الا ما شاء المصدق ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة وما كان من الخليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية وفي الرقة ربع العشر فان لم تكن الا تسعين ومائة فليس فيها شيئ الا ان يشاء ربها (مشكوٰة شریف ۱۵۵ - بخاری) **ترجمہ** - اونٹ کی زکوٰۃ چوبیس اونٹ - یا اس سے کم ہوں تو فی پانچ اونٹ میں ایک بکری فرض ہے - اور جب پچیس ہو جائیں تو اس میں ایک بنت مخاض ہے پینتیس تک یہی حکم ہے اور چھتیس ہو جائیں تو اس میں ایک بنت لبون ہے - پینتالیس تک یہی حکم ہے اور جب چھیالیس ہو جائیں تو اس میں ایک حقہ ہے - ساٹھ تک یہی حکم ہے اور اکسٹھ ہو جائیں تو اس میں ایک جذعہ ہے پچھتر تک یہی حکم ہے اور چھہتر ہو جائیں تو اس میں دو بنت لبون ہے - نوّے تک یہی حکم ہے اور جب اکانوے ہو جائیں تو اس میں دو حقہ ہے - ایک سو بیس تک یہی حکم ہے - اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہے اور جس کے پاس چار ہی اونٹ ہوں تو اس میں کچھ بھی زکوٰۃ فرض

نہیں ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جسقدر دینا چاہے دے۔ اور جب پانچ اونٹ ہو جائیں تو اس میں ایک بکری ہے۔ اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں جذعہ فرض ہے اور اس کے پاس جذعہ نہیں ہے اور حقہ ہے تو اس سے حقہ ہی لی جائے لیکن وہ حقہ کے ساتھ دو بکریاں بھی دے اگر اسکو میسر ہوں یا بیس درم (یعنی چھ روپیہ) دے اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں حقہ فرض ہے اور اسکے پاس حقہ نہیں ہے اور جذعہ ہے تو اس سے جذعہ ہی لی جائے لیکن مصدق[1] اسکو بیس درم یا دو بکریاں واپس کر دے۔ اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں حقہ فرض ہے اور اس کے پاس حقہ نہیں ہے اور بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون ہی لی جائے لیکن وہ اسکے ساتھ دو بکریاں یا بیس درم بھی دے اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں بنت لبون فرض ہے اور اس کے پاس بنت لبون نہیں ہے اور بنت مخاض ہے تو اس سے بنت مخاض ہی لی جائے اور اس کے ساتھ بیس درم یا دو بکریاں بھی دے اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں بنت مخاض فرض ہے اور اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے اور بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون ہی لی جائے اور مصدق اسکو بیس درم یا دو بکریاں واپس کرے اور اگر اسکے پاس بنت مخاض جیسی دینی چاہیئے نہیں ہے اور ابن لبون ہے (دو سالہ اونٹ جس کو تیسرا سال شروع ہو چکا ہو) تو اس سے ابن لبون ہی لیا جائے اور اس صورت میں مصدق کچھ واپس نہ کرے

[1] مصدق۔ زکوٰۃ کا تحصیل کرنے والا ۱۲

بکری کی زکوٰۃ

چالیس بکری میں جو سال میں اکثر چرائی پر رہتی ہوں ایک بکری فرض ہے ایک سو بیس تک یہی حکم ہے اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو اُس میں دو بکری ہے۔ دو سو تک یہی حکم ہے اور جب دو سو سے زاید ہوں تو اُس میں تین بکری ہے۔ تین سو تک یہی حکم ہے اور جب تین سو سے زاید ہوں تو اس میں فی صدی ایک بکری ہے اور جسکے پاس چالیس بکریوں سے ایک بھی کم ہوں اُس میں کچھ بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے ہاں اپنی خوشی سے جسقدر چاہے دے۔ اور زکوٰۃ میں بڑھیا مویشی یا عیب دار بکرا نہیں لیا جائے گا ہاں اگر مصدق منظور کرے تو مضائقہ نہیں اور زکوٰۃ کے ڈر سے نہ جُدے جُدے مال اکٹھے کئے جائیں اور نہ اکٹھے مال جدے جدے کئے جائیں اور جو مویشیاں کہ دو خلیطونکی ہونگی (مصدق ان میں سے کل کی زکوٰۃ لے لیگا) پھر دونوں خلیط آپس میں بالسویہ حساب سمجھ لینگے۔

چاندی کی زکوٰۃ

چاندی میں ربع العشر یعنی چالیسواں حصہ فرض ہے اور جسکے پاس ایک سو نوے ہی درہم ہوں (یعنی چاندی ساٹھ روپے کے وزن سے کم ہو) تو اس میں کچھ بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس قدر چاہے دے۔

سونے کی زکوٰۃ

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اذا کانت لک مائتا درھم وحال علیھا الحول ففیھا خمسۃ دراھم
لیس علیک شیئ فی الذھب حتی تکون لک عشرون دینار
فاذا کانت لک عشرون دینارا وحال علیہا الحول ففیھا نصف
دینار (سنن ابی داؤد۔ باب فی زکوٰۃ السائمۃ ص۱۱ ج ۲) **ترجمہ** جب
تیرے پاس دوسو درہم ہوں اور اُن پر سال بھی گذر چکا ہو تو اس میں پانچ درہم
(یعنی ڈیڑھ روپیہ کے وزن کے برابر زکوٰۃ فرض ہے) اور سونے میں تجھ پر کچھ بھی زکوٰۃ
فرض نہیں ہے جب تک تیرے پاس بیس دینار سونا نہ ہوئے اور جب تیرے پاس
بیس دینار سونا ہو لے اور ان پر سال بھی گذر جائے تو اس میں آدھی دینار
زکوٰۃ فرض ہے **ف** دینار سے مثقال مراد ہے جو ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے
اس حساب سے بیس دینار کے ساڑھے سات تولے ہوئے۔

گائے کی زکوٰۃ

معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یمن کی جانب روانہ فرمایا تو انکو حکم دیا ان یاخذ من البقرۃ من کل
ثلثین تبیعا او تبیعۃ ومن کل اربعین مسنۃ (باب ما یجب
فیہا الزکوٰۃ فصل ۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۹ و منتقی ص۱۲۶) وفی روایۃ
لاحمد تبیعا حولیا۔ **ترجمہ** گائے کی زکوٰۃ اس تفصیل سے لیا کریں ہر تیس میں

ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مسنہ۔

کھیت یا باغ کی پیداوار کی زکوٰۃ

عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فیما سقت السماء والعیون اوکان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری (باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ فصل ا مشکوٰۃ شریف ص۱۵۹) ترجمہ: جو کھیت یا باغ کہ مینہ یا چشمے کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہو یا اُس کھیت اور باغ کی زمین ہی ایسی تر ہو کہ اسکی تری کافی ہو جایا کرتی ہو اسکی پیداوار میں عشر یعنی دسواں حصہ فرض ہے اور جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب کیا جاتا ہو اسکی پیداوار میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ فرض ہے۔

ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولیس فیما دون خمس اواق من الورق صدقۃ ولیس فیما دون خمس ذود من الابل صدقۃ (باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۹) وفی روایۃ المسلم ص۳۱۶ لیس فیما دون خمسۃ اوسق من تمر ولا حب صدقۃ۔ ترجمہ: کھجور یا کوئی غلہ جو پانچ وسق[1] سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور خالص چاندی جو پانچ اوقیہ سے کم ہو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اونٹ جو پانچ عدد سے کم ہو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے ف اوقیہ سے

[1] وسق کا بیان جواب ۱۲ میں آتا ہے ۱۲

چالیس درہم مراد ہے۔ جو وزن میں بارہ روپے انگریزی رائج الوقت کے برابر ہوتے ہیں اس حساب سے پانچ اوقیہ خالص چاندی وزن میں ساٹھ روپے کے برابر ہوئی۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

سمرہ بن جندب رضؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع (باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ فصل ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۲) ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم اس مال میں سے بھی زکوٰۃ نکالا کریں جن کو بیچنے کے لئے موجود رکھتے ہیں۔

رکاز کی زکوٰۃ

یعنی جاہلیت کا دفینہ

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فی الرکاز الخمس مشکوٰۃ شریف باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ ص ۱۵۱) ترجمہ رکاز یعنی دفینہ جاہلیت میں خمس یعنی پانچواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے

معدن یعنی کان کی زکوٰۃ

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے بہت لوگوں سے روایت کی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقطع البلال بن الحارث المزنی

ے یاایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الآیۃ الی قولہ الحمید ۱۲

معاون القبلیۃ فتلک المعادن لا تؤخذ منھا الا الزکوٰۃ الی الیوم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۲ باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ فصل ۲) **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن الحارث مزنی رضؓ کو مقام قبلیہ کی کانیں عنایت فرمائی تھیں اُن کانوں سے اب تک صرف زکوٰۃ ہی لیجاتی ہے۔

سوال ۱۴ وسق کی کیا مقدار ہے اور پانچ وسق کی کیا مقدار۔

جواب ۱۴ ۔ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق کے تین سو صاع ہوئے ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الوسق ستون صاعاً رواہ احمد وابن ماجہ (منتقی صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

سوال ۱۵ ۔ صاع کی کیا مقدار ہے۔

جواب ۱۵ ۔ صاع جو زکوٰۃ و صدقہ فطر و دیگر احکام شرعیہ میں معتبر ہے وہ صاع مدنی یعنی صاع نبوی ہے جو چار مُد کا ہوتا ہے اور ہر مد ۱⅓ رطل کا۔ سائب بن یزید سے روایت ہے انھوں نے کہا کان الصاع علی عہد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مداً وثلثاً بمدکم الیوم (بخاری شریف) قال ابن بطال ھذا یدل علی ان مدھم حین حدث بہ السائب

وقال الدارمی ج فی سنۃ صفحہ ۲۰۲ الوسق ستون صاعاً الخ وقال الامیر الیمانی فی سبل السلام صفحہ ۲۱۶ الوسق ستون صاعاً الخ وقال الحافظ فی الفتح صفحہ ۳۲ ج ۲ الوسق ستون صاعاً بالاتفاق الخ۔ قال الامام محمد بن الحسن رح فی کتاب الحج صفحہ ۱۲۹ والوسق عندنا ستون صاعاً بصاع النبی صلعم ۱۲

كان اربعة ارطال فاذا زيد عليه ثلثه وهو رطل وثلث فهو
منه خمسة ارطال وثلث وهو الصاع بدليل ان مده صلى الله
عليه وآله وسلم رطل وثلث وصاعه اربعة امداد (فتح الباري
ص٢٧٩ ج ٤) الا ترى انه ابا يوسف لما اجتمع مع مالك في المدينة
فوقعت بينهما المناظرة في قدر الصاع فزعم ابو يوسف انه ثمانية
ارطال وقام مالك رح ودخل بيته واخرج صاعا وقال هذا صاع
النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ابو يوسف فوجدته خمسة
ارطال وثلثا فرجع ابو يوسف رح الى قول مالك رح وخالف صاحبه
(عمدة القاري ص٦٥ ج ١١) **ترجمہ** صاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
میں تھا اس زمانے کے مد سے $1\frac{1}{3}$ مد کا تھا۔ فتح الباری میں ہے کہ ابن بطال نے
کہا سائب بن یزید کی مذکورہ بالا روایت اس بات کی دلیل ہے۔ اس بیان
سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت انہوں نے یہ روایت کی تھی مد اس وقت
کے لوگوں کا چار رطل کا تھا تو جب اس پر $\frac{1}{3}$ مد یعنی $1\frac{1}{3}$ رطل اضافہ کیا
جائے تو $5\frac{1}{3}$ رطل ہو جائے گا اور یہی صاع نبوی ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ
مد نبوی $1\frac{1}{3}$ رطل کا تھا اور صاع نبوی چار مد کا اور علامہ عینی رح نے
کہا جب امام ابی یوسف رح امام مالک رح کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اکٹھے
ہوئے اور ان دونوں میں صاع کی مقدار کی بابت مناظرہ ہوا تو امام ابو یوسف
رح نے کہا صاع تو آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ تو امام مالک اٹھ کے اپنے گھر میں
جا کر وہاں سے ایک صاع نکال لائے اور کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صاع ہے۔ امام ابویوسف رحمہ نے کہا میں نے اس صاع کو ۵ ۱/۳ رطل پایا۔ پھر امام ابویوسف رحمہ نے امام مالک رحمہ کا قول تسلیم فرمایا۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے مخالف ہوئے۔ اور عبداللہ ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا المکیال مکیال اھل مدینۃ والوزن وزن مکۃ (نسائی ص۲۰۴) **ترجمہ** کیل یعنی صاع جو معتبر ہے وہ اہل مدینہ کا کیل (یعنی صاع) ہے۔ اور وزن (یعنی درم) جو معتبر ہے وہ اہل مکہ کا وزن یعنی درم ہے۔ اور قاموس ص۴۹ میں ہے الصاع هو اربعۃ امداد و کل مد رطل وثلث **ترجمہ** صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ہر مد ۱ ۱/۳ رطل کا۔

سوال ۱۶ ۔ رطل کی کیا مقدار ہے۔

جواب ۔ رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ ۱ ۱/۲ استار کا اور استار ساڑھے چار مثقال کا اور مثقال ۱ ۳/۷ درم یعنی ساڑھے چار ماشہ کا۔ قاموس ص۲۴۹ میں ہے الرطل ثنتا عشرۃ اوقیۃ والاوقیۃ استار و ثلثا استار والاستار اربعۃ مثاقیل ونصف والمثقال درہم وثلثۃ اسباع درہم الخ **ترجمہ** رطل بارہ اوقیہ کا اور اوقیہ ۱ ۲/۳ استار کا اور استار ۴ ۱/۲ مثقال کا اور مثقال ۱ ۳/۷ درم کا۔

سوال ۱۷ ۔ میں نے نئے سیر سے (جو ساڑھے دس ماشہ کے روپیہ سے اسی روپیہ بھر کا ہوتا ہے) مد اور صاع اور وسق اور پانچ وسق کتنا ہوتا ہے۔

جواب ۔ یہ ذکر کردہ چاروں چیزیں حسب تفصیل ذیل ہوتی ہیں۔

مد ـ ½ سیر ۲ ¼ چھٹانک ⅜ ماشہ۔

صاع ۲ سیر ۹ چھٹانک، ½ ماشہ

وسق - ۳ من ۳۴ سیر ½ چھٹانک ۳ ¾ ماشہ

پانچ وسق - ۱۹ من ۱۱ سیر ۶ ¾ چھٹانک ۵ ⅝ ماشہ۔

سوال ۱۸ - خراجی زمین (جس زمین سے خراج لیا جاتا ہو) کی پیداوار میں بھی عشر فرض ہے یا نہیں اور اراضی ہندوستان اس عہد سلطنت انگریزی میں خراجی ہے یا نہیں اور خراج کی کیا تعریف ہے۔

جواب ۱۸ - عشر یا نصف عشر ہر ایک زمین کے پیداوار میں حسب تفصیل مذکورہ بالا فرض ہے خواہ وہ زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ عشر یا نصف عشر کے فرض ہونے کیلئے زمین کا غیر خراجی ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اراضی ہندوستان اس عہد سلطنت انگریزی میں خراجی نہیں ہے۔ اسلئے کہ خراج کی تعریف یہ ہے کہ خراج وہ رقم ہے جو امام اپنی کافر رعایا پر مقرر کرے اور ظاہر ہے کہ جو رقم کہ سلطنت انگریزی اراضی ہندوستان سے لیتی ہے وہ ایسی نہیں ہے پس اراضی ہندوستان اس عہد میں خراجی نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر فیما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ الحدیث متفق علیہ ــــ یہ دونوں

حدیثیں مع ترجمہ سابق مضمونوں میں گذر چکی ہیں۔ پہلی حدیث سے ثابت ہے کہ جو کھیت یا باغ کہ مینہ کے چشمے کے پانی سے سیراب کیا جائے یا اس کھیت یا باغ کی زمین ہی ایسی تر ہو کہ اسی کی تری کافی ہوجائے اسکے پیداوار میں عشر فرض ہے۔ اور جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب کیا جائے اسکی پیداوار میں نصف عشر فرض ہے۔ یہ پہلی حدیث دونوں صورتوں میں عام ہے کسی صورت میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ اس کھیت یا باغ کی زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ پس اگر خراجی ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ اور اگر غیر خراجی ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ اسی طرح کسی صورت میں یہ تخصیص بھی نہیں ہے کہ زمین مذکورہ کسی کی ملک ہو یا نہ ہو اور ہو تو مسلمان کی ملک ہو یا کافر کی اور کاشتکاری کی ہو یا کسی اور کی۔ ہر صورت میں حکم ایک ہے کہ عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ دوسری حدیث میں البتہ یہ تخصیص ہے کہ اس زمین کی پیداوار پانچ وسق سے کم نہ ہو۔ پس اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اس میں کچھ بھی فرض نہیں ہے نہ عشر نہ نصف عشر۔ مسلمانوں پر فرض ہے نہ کافروں پر۔ کیونکہ حدیث دوم میں یہ تصریح ہے کہ یہ عشر یا نصف عشر صدقہ ہے اور حدیث ابن عباس رضؓ میں جو جواب ۱۲ میں گذر چکی ہے یہ تصریح ہے کہ صدقہ اسی شخص پر فرض ہے جو توحید اور رسالت کا مقر اور مصدق ہو اور پنجگانہ نماز بھی اس پر فرض ہوچکی ہو اور ایسا شخص نہیں ہے مگر مسلمان۔ پس ثابت ہوا کہ یہ عشر یا نصف عشر نہیں فرض ہے مگر مسلمان پر اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے و مما اخرجنا لكم من الارض (پارہ ۳

سورہ بقرہ رکوع ۳۷) ترجمہ اور ہم جو کچھ پیداوار تمھارے لیئے زمین سے نکالیں
اس میں سے دو یہ آیت کریمہ عشر کے بارے میں ہے۔ یہ آیت کریمہ بھی عام ہے
اس میں بھی یہ تخصیص نہیں ہے کہ وہ زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ پس اگر خراجی
ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے اور غیر خراجی ہو تو بھی۔ اور بھی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے وآتوا حقہ یوم حصادہ (پارہ ۸ سورہ انعام رکوع ۱۷) ترجمہ
جب کھیت اور باغ بار آور ہوں تو ان کے کاٹنے اور توڑنے کے دن انکا حق
ادا کرو۔ یہ آیہ کریمہ بھی عشر کے بارے میں ہے اور یہ بھی عام ہے۔ اس میں بھی یہ
تخصیص نہیں ہے کہ اس کھیت اور باغ کی زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ پس
اگر خراجی ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ اور غیر خراجی ہو تو بھی۔ اور
عمدۃ الرعایۃ صفحہ ۲۲۷ ج ا حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔ الخراج ما وضعہ الامام
علی الکافر ترجمہ خراج وہ رقم ہے جو امام اپنے کافر رعایا پر مقرر کرے۔
اور جو لوگ کہ اس حدیث (لا یجتمع عشر وخراج فی ارض مسلم
یعنی کسی مسلمان کی ایک ہی زمین میں عشر و خراج دونوں ایک ساتھ فرض
نہیں ہوتے) سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ خراجی زمین میں عشر
فرض نہیں ہے انکا یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ **اولاً** اسلیئے کہ حدیث مذکور
محض باطل ہے ہرگز قابل استدلال نہیں ہے۔ اس حدیث کا ایک راوی
جس پر اس حدیث کا مدار ہے یحییٰ بن عنبسہ ہے اور وہ اس درجہ کا
واہی ہے کہ ائمہ حدیث نے اسکو کذاب اور دجال اور وضاع تک فرمادیا ہی
ثانیاً اسلیئے کہ عشر زمین کی پیداوار پر فرض ہوتا ہے۔ نہ نفس زمین میں۔

ہاں خراج البتہ نفس زمین پر مقرر ہوتا ہے نہ زمین کی پیداوار پر پس خراجی زمین کی پیداوار میں عشر کے فرض ہونے سے حدیث مذکور کا خلاف ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ جب خراج نفس زمین پر مقرر ہوتا ہے نہ زمین کی پیداوار پر اور عشر زمین کی پیداوار میں فرض ہوتا ہے نہ نفس زمین میں تو کسی ایک زمین میں عشر اور خراج دونوں کا ایک ساتھ فرض ہونا ہو خلاف حدیث مذکور کے لازم نہیں آیا۔

سوال ۱۹ - کیا چاندی سونے کی زکوٰۃ اسی وقت فرض ہے جب وہ حاصل ہوں یا جب ان پر سال بھی گذر جائے۔

جواب ۱۹ - چاندی سونے کی زکوٰۃ اسی وقت فرض نہیں ہے بلکہ جب ان پر سال بھی گذر لے (ص ۳۶ و ص ۳۷ ملاحظہ ہو) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں۔ اجمع العلماء علی اشتراط الحول فی الماشیۃ والنقد دون المعشرات الخ۔ ترجمہ مواشی اور نقد کی زکوٰۃ میں بلا خلاف سال گذرنا شرط ہے نہ معشرات (یعنی کھیت اور باغ کی پیداوار کی زکوٰۃ) میں۔

سوال ۲۰ - زیوروں میں بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب ۲۰ - فرض ہے لیکن صرف چاندی سونے کے زیوروں میں فرض ہے نہ اور زیوروں میں اور چاندی سونے کے زیوروں میں فرض ہونے کی دلیل یہ ہے کہ چاندی سونے میں زکوٰۃ فرض ہے جیسا کہ جواب ۹ میں معلوم ہوا۔ اور یہ

۱ے کیونکہ کھیت و باغ کی پیداوار میں اسی دن زکوٰۃ فرض ہے جس دن کھیت کاٹے اور باغ کے پھل توڑے جائیں۔

زیورات بھی چاندی سونے ہیں لہذا ان میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اور بھی سنن ابی داؤد صفحہ ۲۱۹ ج ۱۔ و سنن نسائی صفحہ ۳۹۵ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ ان امرأۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعہا ابنۃ لہا وفی ید ابنتہا مسکتان غلیظتان من ذہب فقال لہا اتعطین زکوۃ ہذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ بہما یوم القیمۃ سوارین من نار قال فخلعتہما فالقتہما الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقالت ہما للہ ولرسولہ۔ **ترجمہ** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں ایک عورت آئی اور اسکے ساتھ اسکی ایک بیٹی بھی تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری بھاری کنگن تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو ان کنگنوں کی زکوٰۃ بھی دیا کرتی ہے۔ عرض کیا "نہیں" فرمایا۔ کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تجھکو قیامت میں ان دو کنگنوں کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے۔ یہ سنتے ہی اسنے دونوں کنگن اتار کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دیئے اور کہا کہ دونوں کنگن اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ اور بھی سنن ابی داؤد صفحہ ۲۸۹ ج ۱ میں حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا۔ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرای فی یدی فتخات من ورق فقال ما ہذا یا عائشۃ فقلت صنعتہن ازین لک بہن یا رسول اللہ قال اتؤدین زکوتہن فقلت لا قال ہن حسبک من النار۔ **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے

پاس تشریف لائے تو آپ نے میرے ہاتھ میں چاندی کی فتخات یا چھلے
کا نام ہے) دیکھے۔ تو پوچھا کہ اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں نے یہ اس لئے بنائے ہیں کہ ان سے آپ کے لئے زینت
کروں۔ فرمایا تو ان کی زکوٰۃ بھی دیا کرتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔
فرمایا۔ تجھ کو دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہیں۔ اور سنن ابی داؤد ص۲۱۲
ج ۱ میں ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کنت البس اوضاحا
من ذهب فقلت یا رسول الله اکنز هو فقال ما بلغ ان یؤدی
زکوته فزکی فلیس بکنز ترجمہ۔ میں سونے کا اوضاح پہنا کرتی تھی
تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ بھی کنز[1] ہے۔ فرمایا جو اس قدر کو
پہونچ جائے جس کی زکوٰۃ دینی چاہئے (یعنی نصاب کو پہونچ جائے)
پھر زکوٰۃ بھی دے دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔ اور تلخیص الحبیر
ص۱۸۳ میں ہے کہ یہی مسند امام حنبل رح میں اسماء بنت یزید سے روایت
ہے کہ انہوں نے کہا کہ دخلت انا وخالتی علی النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وعلینا اساور من ذهب فقال لنا اتعطیان زکوته
فقلنا لا قال اما تخافان ان یسورکما الله بسوار من نار
ادیا زکوته ترجمہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
یہاں جاتے گئے اور ہم دونوں سونے کے کنگن پہنے ہوئی تھیں۔ آپ
نے ہم لوگوں سے پوچھا ان کنگنوں کی زکوٰۃ بھی دیا کرتی ہے۔ ہم

[1] کنز سے مراد وہ مال ہے جس میں زکوٰۃ فرض ہو اور زکوٰۃ نہیں دی جاتی۔

دونوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کیا تم لوگ اس بات سے ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تم کو ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے۔ ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔

سوال - چاندی سونے کے زیورات ہیں استعمالی ہوں یا غیر استعمالی سب میں زکوٰۃ فرض ہے یا جو غیر استعمالی ہوں انھیں میں فرض ہے۔

جواب - استعمالی و غیر استعمالی سب میں فرض ہے بدلائل مذکورہ جواب ۲۰

سوال - چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ کس قدر فرض ہے اور ہر حالت میں فرض ہے یا جب نصاب کو پہنچ جائیں اور سال بھی ان پر گذر جائے۔

جواب - جواب ۲۰ سے معلوم ہو چکا ہے کہ چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ اس لئے فرض ہے کہ یہ بھی چاندی سونے ہیں اور جب ان میں زکوٰۃ اسلئے فرض ہے کہ یہ بھی چاندی سونے ہیں تو ان کے زکوٰۃ کا بھی وہی قاعدہ ہے جو عام چاندی سونے کی زکوٰۃ کا ہے۔ یعنی ان میں بھی وہی چالیسواں حصہ فرض ہے جو عام چاندی سونے میں فرض ہے اور ہر حالت میں فرض نہیں بلکہ جب یہ نصاب کو پہنچ جائیں۔ اور سال بھی ان پر گذر جائے اور دلیل بھی وہی ہے۔

سوال - مدیون پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب اگر مدیون صاحب نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں موطا امام مالک میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ان عثمان بن عفان کان یقول ھذا شھر زکوٰتکم فمن کان علیہ دین فلیؤد دینہ حتی تحصل اموالکم فتؤدون منھا الزکوٰۃ

ترجمہ حضرت عثمان رضؓ فرماتے تھے کہ یہ تمہارے زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ تو جس شخص پر دَین ہو وہ ادائے دَین[1] سے فارغ ہوجائے تاکہ تمہارے مال دین سے خالص ہوجائیں کہ تم اس میں سے زکوٰۃ ادا کرو۔

سوال ۲۵ اگر صاحب نصاب مدیون پر اسقدر دین ہو کہ اُس دَین کو ادا کرے تو صاحب نصاب باقی نہ رہے تو ایسے مدیون پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں

جواب ۲۵ ایسے مدیون پر بھی زکوٰۃ فرض ہے لیکن اگر سال تمام کے قبل ہی ادائے دَین سے فارغ ہوجائے کہ سال تمام پر صاحب نصاب باقی نہ رہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے بدلیل مذکورہ جواب ۲۳

سوال ۲۵ زید کا دین جو بکر پر ہے اُس دین کی زکوٰۃ دائن یعنی زید پر فرض ہے یا نہیں۔

جواب ۲۵ اُس دین کی زکوٰۃ دائن یعنی زید پر فرض نہیں ہے بلکہ مدیون یعنی بکر پر فرض ہے جیساکہ جواب ۲۳ سے معلوم ہوا اور اگر اسی دین کی زکوٰۃ دائن پر بھی فرض ہو تو لازم آیگا کہ ایک مال پر دو زکوٰتیں فرض ہوں اور ایسا مشروع نہیں

سوال ۲۶ جب کسی کے پاس چاندی سونا دونوں ہوں لیکن علیحدہ علیحدہ

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر مدیون پہلے سے ادائے دین سے فارغ نہ ہوچکے گا تو سال تمام پر اسکو کل مال کی زکوٰۃ دینی ہوگی ورنہ اگر اب بھی قدر دین منہا کر بقیہ ہی کی زکوٰۃ دینی پڑے تو حضرت عثمان رضؓ کے اس فرمانے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہ ہوا۔

بقدر نصاب نہ ہوں اگر دونوں کو ملا دے تو بقدر نصاب ہو جائیں تو ایسی
حالت میں ان دونوں میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں
جواب ۔ ایسی حالت میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے بدلیل حدیث لیس فیما
دون خمس اواق من الورق صدقۃ ولیس علیک شیء یعنی فی
الذہب حتی یکون لک عشرون دینارا (جواب ۱۳ ملاحظہ ہو)
اور دونوں کو ملا لینا تاکہ نصاب پوری ہو جائے اسکا کوئی کافی ثبوت معلوم
نہیں ہوتا۔
سوال ۔ جب کئی جنس کے غلے بقدر نصاب نہ ہوں لیکن اگر باہم ملا لیے جائیں
تو بقدر نصاب ہو جائیں تو ایسی حالت میں ان میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں
جواب ۔ ایسی حالت میں ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے کیونکہ لیس فیما
دون خمسۃ اوسق من تمر ولا حب صدقۃ (جواب ۱۳ ملاحظہ ہو)
اور کئی جنس کے غلوں کو ملا لینا تاکہ نصاب پوری ہو جائے اسکا بھی کوئی
کافی ثبوت معلوم نہیں ہوتا۔
سوال ۔ زید نے عمر کی زمین میں بٹائی پر کھیتی کی یا باغ لگایا اس صورت میں
اس کھیت یا باغ کی پیداوار میں سے زید کے حصہ میں عشر فرض ہے یا عمر کے یا دونوں کے

---

(۱) یعنی جس چاندی جو پانچ اوقیہ سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔
(۲) سونا میں تجھ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے جب تک تیرے پاس بیس دینار
نہ ہو جائے۔

جواب ۲۷ - اگر اس کھیت یا باغ کی پیداوار پانچ وسق سے کم ہے تو کسی
حصہ میں عشر فرض نہیں ہے اور اگر پانچ وسق یا پانچ وسق سے زیادہ ہے
تو اس مجموع میں عشر فرض ہے پہلے اس میں سے عشر نکالیں پھر باقی آپس
میں بانٹیں خواہ ہر ایک کا حصہ پانچ وسق ہو یا نہ ہو۔ بخاری شریف میں ہے
لا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ (دستور العمل منقول جواب ۱۳
ملاحظہ ہو)

سوال ۲۸ - کھیت یا باغ کی پیداوار میں جو عشر یا نصف عشر فرض ہے تو
منہائی اخراجات کے بعد فرض ہے یا بالائی اخراجات۔

جواب ۲۸ - کھیت یا باغ کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر بلا منہائی اخراجات
فرض ہے اسلئے کہ منہائی اخراجات کا لحاظ شارع کی جانب سے پہلے ہی ہو چکا
ہے کہ جس کھیت یا باغ کو پانی کھینچکر سیراب کرنا پڑتا ہے اسکی پیداوار میں
نصف عشر ہی فرض ہے نہ عشر اور جس کو پانی کھینچکر سیراب کرنا نہیں پڑتا
پس اسی کی پیداوار میں عشر فرض ہے۔ اور جب منہائی اخراجات کا
لحاظ شارع کی جانب سے پہلے ہی ہو چکا تو اب منہائی اخراجات کیسی بلکہ
اب عشر یا نصف عشر بلا منہائی اخراجات فرض ہے۔

سوال ۲۹ - بعض لوگ مکان اس غرض سے خرید کرتے ہیں کہ اس سے کرایہ
حاصل کریں پھر اس کرایہ کے روپیے سے اسی نیت سے دوسرا مکان خرید لیتے
ہیں ایسے لوگوں پر زکوۃ مکان میں فرض ہے یا کرایہ کے روپیہ میں۔

جواب ۲۹ - ایسے لوگوں پر زکوۃ کرایہ کے روپے میں فرض ہے نہ مکان میں

کیونکہ مکان اُن اموال میں سے نہیں ہے جن میں زکوٰۃ فرض ہے۔ ہاں اگر مکان تجارت کی غرض سے خریدا جاتا ہے تو اس مکان میں نہ بوجہ مکان ہونے کے بلکہ بوجہ مال تجارت ہونے کے زکوٰۃ فرض ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال۔ مویشیوں کی زکوٰۃ میں سوم بھی شرط ہے یا نہیں اور سوم کیا ہے۔

جواب۔ مویشیوں کی زکوٰۃ میں سوم شرط ہے اور سوم کے معنی ہیں جنگلوں میں چرنا اور یہاں یہ مراد ہے سال کے بیشتر حصہ میں چرائی پر رہنا اور سواری یا باربرداری یا اور اسی قسم کی خدمت کا لینا ان سے مقصود نہ ہونا۔ فی صدقۃ الغنم فی سائمتہا اذا کانت اربعین الی عشرین و مائۃ شاۃ (دستور العمل منقولہ حواب ۱۳ ملاحظہ ہو) اور سنن ابی داؤد ص۲۲۱ ج ا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیس علی العوامل[۱] شیئ ترجمہ کام کرنے والے مویشیوں میں کچھ بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ فی کل سائمۃ ابل فی اربعین بنت لبون رواہ احمد والنسائی ص۳۸۷ و ابوداؤد ص۲۲۷ ج ا ترجمہ ہر چالیس سوم والے اونٹوں میں ایک بنت لبون زکوٰۃ فرض ہے۔

---

[۱] یعنی اونٹ۔ گائے۔ بکری [۲] یعنی لادنے والی۔ سواری دینے والی۔ ہل جوتنے والی۔ پانی کھینچنے والی یا اور کوئی خدمت کرنے والی۔

سوال ۳۴۔ ہر ایک چاندی سونے کی زکوٰۃ ہر سال دینا فرض ہے۔ یا جو چاندی سونا کہ بڑھتا نہ ہے (جیسے زیورات یا مخزون روپے۔ اشرفیاں) اسکی زکوٰۃ صرف ایک سال دے دینا کافی ہے۔

جواب ۳۴۔ ہر ایک چاندی سونے کی زکوٰۃ ہر سال دینا فرض ہے۔ بڑھتا رہنا شرط نہیں ہے سنن ابی داود ۲۲۲ ج ۱ میں عبداللہ بن معاویہ غاضری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثلاث من فعلهن فقد طعم طعم الایمان من عبد الله وحده وانه لا اله الا الله واعطی زکوة ماله طیبة بها نفسه رافدة علیه فی کل عام ولم یعط الهرمة ولا الدرنة ولا المریضة ولا الشرط اللئیمة لکن من وسط اموالکم فان الله لم یسئلکم خیره ولم یامرکم بشره

ترجمہ۔ تین باتیں ہیں جو شخص انکو کریگا بلاشبہ وہ ایمان کا مزہ چکھے گا۔ جو شخص اکیلے اللہ ہی کی عبادت کرے اور دل سے یقین رکھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے ہر سال ادا کرے۔ اور نہ دیوے بوڑھیا اور خارشتی اور بیمار اور بری قسم کی لیکن متوسط مال دیوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے عمدہ مال نہیں چاہا اور نہ تم کو برے مال کے دینے کا حکم کیا ہے۔

سوال ۳۵۔ رکاز چاندی سونے کے ساتھ مخصوص ہے یا عام ہے۔

جواب ۳۵۔ امام شافعی رح کا قول ہے کہ چاندی سونے کے ساتھ مخصوص اور امام مالک رح سے بھی ایک روایت انہی کے موافق آئی ہے اور جمہور

ذہب ... ہے کہ مخصوص نہیں ہے عام ہے۔ فتح الباری صفحہ ج ۲ میں عمدۃ الاحکام سے منقول ہے۔ وخص الشافعی رح الرکاز بالذھب والفضۃ وقال الجمہور لا یختص واختارہ ابن المنذر الخ ترجمہ امام شافعی رحہ نے رکاز کو سونے چاندی کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور جمہور نے کہا کہ مخصوص نہیں ہے۔ اور اسی کو ابن المنذر نے اختیار کیا ہے۔ اور زرقانی شرح موطا صفحہ ج ۲ میں ہے لا فرق بین النقدین وغیرھما کنحاس وحدید وجواھر وبہ قال احمد وغیرہ وعن مالک رح ایضاً روایۃ باشتراط کونہ احد النقدین ترجمہ رکاز میں خواہ سونا چاندی ہو یا غیر سونا چاندی جیسے تانبا لوہا جواہرات ان میں کچھ فرق نہیں ہے یعنی سب رکاز ہیں۔ امام احمد وغیرہ کا یہی قول ہے اور امام مالک رح سے ایک یہ روایت بھی آئی ہے کہ رکاز میں سونا چاندی کا ہونا شرط ہے۔

سوال نمبر ۳۴۔ رکاز میں نصاب شرط ہے یا نہیں۔

جواب ۳۴ سونے چاندی کی رکاز میں نصاب[1] شرط ہے بدلیل حدیث لیس فیما دون خمسۃ اواق من الورق صدقۃ۔ بدلیل حدیث لیس علیک شیئ فی الذھب حتی یکون لک عشرون دینارا (جواب نمبر ۱۳ ملاحظہ ہو)

سوال نمبر ۳۵۔ رکاز میں سال گذرنا شرط ہے یا نہیں۔

جواب ۳۵۔ رکاز میں سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت رکاز ہاتھ لگے اسی وقت اس میں خمس فرض ہے۔ شرح عمدۃ الاحکام صفحہ ج ۲ میں ہے

[1] خالص چاندی جو پانچ اوقیہ سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

یستدل بالحدیث علی انہ لا یجب الحول فی اخراج زکوٰۃ الرکاز (ص۲)

ترجمہ اس حدیث سے مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ رکاز کی زکوٰۃ نکالنے میں سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ اور فتح الباری صلاج ۲ ونیل الاوطار ص۳۵ ج۴ میں ہے۔ واتفقوا علی انہ لا یشترط فیہ الحول بل یجب الخراج الخمس فی الحال ترجمہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رکاز میں سال گذرنا شرط نہیں ہے بلکہ اس میں اسی وقت خمس نکالنا فرض ہے۔

سوال ۳۶ کیا تحصیلدار زکوٰۃ کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ میں عمدہ اور نفیس مال چن چن کر لے اور کیا زکوٰۃ دینے والے کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ میں خراب اور ردی مال چن چن کر دے۔

جواب ۳۶ نہ تحصیلدار زکوٰۃ کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ میں عمدہ اور نفیس مال چن چن کر لے اور نہ زکوٰۃ دینے والے کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ خراب اور ردی مال چن چن کر دے۔ بلکہ تحصیلدار زکوٰۃ پر فرض ہے کہ اوسط قسم کا مال لے لیکن اگر زکوٰۃ دینے والا خود اپنی خوشی سے عمدہ اور نفیس مال چن کر دے تو تحصیلدار کو اسکا لے لینا جائز ہے۔ معاذ رضی کی حدیث میں ہے فایاک کرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین اللہ حجاب ترجمہ دیکھنا خبردار زکوٰۃ میں اچھا اچھا اور نفیس نفیس مال چن کر نہ لینا۔ اور مظلوم کی آہ سے بچتے رہنا مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کے بیچ میں کوئی اوٹ نہیں ہے (جواب ۱۱ ملاحظہ ہو) سنن ابی داؤد

سلہ قال الشافعی فی الام قولہ مصر منصص ۃ الزکوۃ ۱۲

ص۲۲۲ ج ۱ میں سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الجعرور ولون الحبیق ان یوخذ فی الصدقۃ قال الزہری تمرین من تمر المدینۃ (منتقی) ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ زکوٰۃ میں جعرور اور لون الحبیق نہ لیا جائے زہری نے کہا یہ دونوں مدینۂ طیبہ کی کھجوروں میں دو خراب اور ناکارہ قسم کی کھجوریں ہیں۔ اور سنن نسائی ص۳۴۶ میں ہے کہ ابوامامہ بن سہل رضؓ نے آیۂ کریمہ ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون (اور جس مال کی زکوٰۃ فرض ہے اس میں سے زکوٰۃ میں ناکارہ مال دینے کا ارادہ نہ کرو) کی تفسیر میں فرمایا ھو الجعرور ولون حبیق نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یوخذ فی الصدقۃ الرذالۃ (منتقی) ترجمہ وہ ناکارہ مال زکوٰۃ میں دینا منع ہے وہ جعرور اور لون حبیق (مثلاً) ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ناکارہ اور خراب مال زکوٰۃ میں لیا جائے۔ اور سنن ابوداؤد ص۲۲۲ ج ۱ میں ابی بن کعب رضؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحصیلدار مقرر فرما کر بھیجا تو ایک شخص پر گذرا جب اس نے اپنا کل مال میرے سامنے لا حاضر کر دیا تو میں نے دیکھا کہ اس پر صرف ایک بنت مخاض فرض ہے۔ میں نے اس سے کہا مجھکو ایک بنت مخاض دیدے۔ تجھ پر یہی فرض ہے۔ اس نے کہا کہ بنت مخاض کس کام کی نہ دودھ دے نہ سواری کے قابل۔ یہ ایک نوجوان عظیم الجثہ فربہ اونٹنی موجود ہے اسکو لے لو۔

میں نے کہا میں ایسی چیز کبھی نہ لونگا جسکا مجکو حکم نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں چل کر آپ تجھ سے یہیں قریب ہی تشریف رکھتے ہیں اور آپ پر اُس اونٹنی کو پیش کر جو تو نے مجھ پر پیش کی ہے۔ اگر آپ اُسکو تجھ سے قبول فرمائینگے تو میں بھی قبول کرونگا اور آپ نامنظور فرمائینگے تو میں بھی نامنظور کر دونگا۔ اُس نے کہا میں ضرور چلتا ہوں چنانچہ وہ اُس اونٹنی سمیت جسکو اُس نے مجھ پر پیش کیا تھا میرے ساتھ چلا۔ یہانتک کہ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اُس نے آپ سے عرض کیا اے نبی اللہ آپ کا بھیجا ہوا تحصیلدار میرے پاس مجھ سے میرے مال کی زکوٰۃ لینے کو آیا اور خدا کی قسم اس سے پہلے کبھی میرے مال کو نہ رسول اللہ صلعم نے دیکھا تھا نہ اُن کے رسول نے تو میں نے اپنا کل مال اُسکے سامنے لا حاضر کر دیا۔ اُس نے کہا اس مال میں مجھ پر صرف ایک بنت مخاض فرض ہے حالانکہ بنت مخاض نہ دودھ دیتی ہے نہ سواری کے قابل ہوتی۔ اور میں نے ایک دوسری عظیم الجثہ نوجوان اونٹنی پیش کی کہ اُس کو وہ لے لے۔ اس پر اس نے اسکے لینے سے انکار کیا اور واپس کر دیا۔ اور وہ یہی اونٹنی ہے جو حاضر ہے۔ اب میں حضور میں لایا ہوں اے رسول اللہ صلعم حضور اسکو لے لیں آپ نے ذاک الذی علیک مال تطوعت بخیر اجرک اللہ فیہ وقبلناہ منک ترجمہ۔ تجھ پر فرض تو یہی بنت مخاض ہے پھر اگر تو خوش دلی سے کوئی نیکی کرے۔ تو اللہ تجکو اسکا

اجر دیگا۔ اور ہم اسکو تجھ سے قبول کر لینگے۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اونٹنی یہ حاضر ہے۔ میں اسکو حضور میں لایا ہوں حضور اسکو لے لیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لے لی جائے اور اُس شخص کو اسکے مال میں برکت کی دعا دی کہ اللہ اسکے مال میں برکت دے۔

سوال ۳۴۔ مویشیوں کی زکوٰۃ میں بچہ یا بوڑھیا یا عیب دار مویشی لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۳۴۔ جائز نہیں ہے مگر جب تحصیلدار اسکے لے لینے میں مصلحت دیکھے تو جائز ہے (دستور العمل منقولہ جواب ۱۳ ملاحظہ ہو)

سوال ۳۵۔ کیا زکوٰۃ دینے والے کو کوئی ایسا حیلہ اوٹھانا جس سے زکوٰۃ فرض ہی نہ ہو یا فرض ہو تو کم فرض ہو جائز ہے اسی طرح تحصیلدار کو کوئی حیلہ اوٹھانا جس سے خواہ مخواہ زکوٰۃ فرض ہو جائے یا زیادہ فرض ہو جائے جائز ہے؟

جواب ۳۵۔ ایسا حیلہ کرنا نہ زکوٰۃ دینے والے کو جائز ہے نہ تحصیلدار کو جائز ہے۔ لایجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ

ترجمہ زکوٰۃ کے ڈر سے نہ جدے جدے مال اکٹھے کیے جائیں اور نہ اکٹھے مال جدے جدے کیے جائیں۔ (دستور العمل منقولہ جواب ۱۲ ملاحظہ ہو)

سوال ۳۹۔ معدن یعنی کان میں نصاب شرط ہے یا نہیں۔

جواب ۳۹۔ سونے چاندی کے معدن میں نصاب شرط ہے۔ (جواب ۲۲ ملاحظہ ہو)

سوال نمبر۔ جو چیز دریائی، موتی، یاقوت، زمرد، الماس اور اسی قسم کی چیزیں حاصل ہوتی ہیں ان میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس قسم کی چیزوں میں زکوٰۃ کے فرض ہونے کا کوئی ثبوت معلوم نہیں ہوتا۔

سوال۔ زکوٰۃ پیشگی دینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ جائز ہے۔ سنن ابی داؤد صفحہ ۲۳۱ سنن ترمذی صفحہ ۱۱ و سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۲۹ و سنن دارمی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان العباس سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل صدقتہ قبل ان تحل فرخص لہ فی ذالک (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۷) ترجمہ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشگی زکوٰۃ دینے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے ان کو اسکی رخصت دے دی۔

سوال نمبر۔ ساگ کا جنس مولی، آلو، بینگن، سیم، کدو، خربوزہ، تربوزہ، ادرک، اجوائن اور اسی قسم کی چیزوں میں اور آم، جامن، امرود، کٹھل، بڑھل، کیلا، نارنگی اور اسی قسم کے پھلوں میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان سب میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو الذی انشأ جنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابہا وغیر متشابہ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین (پارہ ۸ سورۃ انعام رکوع ۱۷) ترجمہ۔ اور وہی اللہ نے

باغ پیدا کیئے کوئی ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے اور کوئی بے چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت پیدا کئے اور کھیتی جسکے مختلف مزے اور زیتون اور انار پیدا کیئے کوئی ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور کوئی نہیں ملتے جلتے۔ جب یہ باغ اور کھیت بار آور ہوں تو انکے پھلوں اور دانوں میں سے کھاؤ۔ اور اُن کے توڑنے اور کاٹنے کے دن انکا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا کرو۔ اور بیجا (یعنی خلاف مرضی الٰہی) کچھ نہ خرچ کرو بلاشبہہ اللہ بیجا خرچ کرنے والونکو نہیں چاہتا۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض (پارہ ۳ سورۃ لبقر رکوع ۳۷) ترجمہ۔ اے ایمان والو جو کچھ تم کماؤ اُس میں کے عمدہ مالوں میں سے بھی اور جو کچھ پیدا وار ہم تمھارے لئے زمین سے پیدا کردیں اُس میں سے بھی خرچ کرو۔

سوال ۱۳۴۔ زکوٰۃ دہندگان اپنے اپنے مالونکی زکوٰۃ فقیروں مسکینوں کو آپ بانٹ دیں یا سردار یا نائب سردار کے حوالہ کردیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضہ کے عہد شریف میں اسکے بارے میں کیا دستور تھا

جواب ۱۳۴۔ زکوٰۃ دہندگان اپنے اپنے مالونکی زکوٰۃ سردار یا نائب سردار کے حوالہ کردیں آپ نہ بانٹیں آپ بانٹنے کے مجاز نہیں ہیں مال زکوٰۃ کا کل انتظام سردار سے متعلق ہے۔ زکوٰۃ دہندگان کو اسکے انتظام میں کچھ دخل نہیں ہے سردار کو پورا اختیار حاصل ہے کہ مصارف زکوٰۃ مندرجہ قرآن مجید میں جس طرح ضرورت اور مصلحت دیکھے صرف کرے۔

ہاں سردار اگر بانٹنے کی اجازت دیدے تو البتہ اس صورت میں بوجہ نائب سردار ہو جانے کے بانٹنے کی بحال ہو جائیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد شریف میں اس بارے میں یہی دستور جاری تھا۔ معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃ تؤخذ من اغنیاءھم فترد علی فقراءھم۔ ترجمہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو انکے اغنیا سے وصول کی جائے اور ان کے فقراء کو دی جائے۔ فتح الباری کے ص ۵ ج ۲ میں ہے۔ استدل بہ علی ان الامام ھو الذی یتولی قبض الزکوٰۃ وصرفھا اما بنفسہ واما بنائبہ فمن امتنع منھا اخذت منہ قہرا۔ ترجمہ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے اور اسکے بانٹنے میں مالک صرف سردار ہی ہے خواہ وہ خود اس کام کو کرے یا اپنے نائبوں کے ذریعہ سے کرے تو جو شخص زکوٰۃ دینے سے پہلوتہی کرے اس سے زکوٰۃ بالجبر وصول کی جائے۔ اور شرح عمدۃ الاحکام ص ۳ ج ۲ میں ہے۔ قد یستدل بہ علی وجوب اعطاء الزکوٰۃ للامام لانہ وصف الزکوٰۃ بکونھا ماخوذۃ من الاغنیاء فکل ما اقتضی خلاف ھذہ الصفۃ فالحدیث ینفیہ۔ ترجمہ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ سردار ہی کو دینا واجب ہے کیونکہ حدیث میں زکوٰۃ اس صفت کے ساتھ موصوف فرمائی گئی ہے کہ اغنیا سے وصول کی جائے اور فقیروں کو دیجائے

تو جو صفت کہ اس صفت کے برخلاف ہوگی وہ صفت اس حدیث سے باطل ہوگی اور بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ من منعھا فانا اخذ وھا وشطر مالہ عزمۃ من عزمات ربنا تبارک وتعالیٰ۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی (منتقی) ترجمہ جو شخص زکوۃ رد کرے گا ہم اس سے زکوۃ بھی وصول کرینگے اور زکوۃ کے رد کرنے کے بدلے میں اسکا آدھا مال بھی لینگے۔ یہ لینا ہمارے پروردگار کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ اور نیل الاوطار صفحہ ۴ میں ہے۔ استدل بہ علی انہ یجوز للامام ان یاخذ الزکوۃ قھرا اذا لم یرض رب المال وعلی ان ولایۃ قبض الزکوۃ الی الامام والیٰ ذالک ذھب العترۃ ابوحنیفۃ اصحابہ ومالک الشافعی فی احد قولیہ ترجمہ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ زکوۃ کے وصول کرنے کا اختیار سرداری کو ہے اور یہی مذہب عترت اور امام ابوحنیفہ رح اور انکے اصحاب اور امام مالک رح کا ہے۔ اور ایک قول میں امام شافعی رح کے یہی ہے اور صحیحین میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

ف اور یہ ظاہر ہے کہ زکوۃ سردار کو نہیں دی گئی بلکہ زکوۃ دہندہ نے خود اسکو اپنے طور پر بانٹ دیا تو زکوۃ کی وہ صفت جو حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے کہ اغنیا سے زبردستی کر کے فقیروں کو دی جائے نہیں پائی گئی بلکہ ایسی صفت جو برخلاف ہے وہ پائی گئی۔ کیونکہ یہ صفت پائی گئی کہ اغنیا سے لیکر فقیر کو نہیں دی گئی پس یہ صفت حدیث سے باطل اور ناجائز ہوئی پس سردار کو زکوۃ دینا متعین اور واجب ہوا۔

علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکر رضؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبیلوں نے ابوبکر رضؓ کے پاس زکوٰۃ بھیجنا بند کر دیا باوجودیکہ اُن میں ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکال کر اپنے طور پر بانٹا بھی تھا۔ زکوٰۃ نکالنا اور بانٹنا بند نہیں کیا تھا فقط مالک ابن نویرہ وغیرہ کے منع کرنے سے ابوبکر رضؓ کے پاس بھیجا نہیں تھا۔ جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم[1] میں بنی یربوع کا حال نقل فرمایا ہے۔ اس پر ابوبکر رضؓ ان سے قتال کرنے پر آمادہ ہو گئے اور فرمایا۔ واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقاتلتھم علی منعہا ترجمہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ بھی جو صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچایا کرتے تھے مجھ سے روک لینگے تو بھی میں اُن سے ضرور اس پر[2] قتال کرونگا۔ (جواب کے ملاحظہ ہو)

[1] شرح صحیح مسلم کی عبارت یہ ہے وقد کان فی ضمن ھؤلاء المانعین للزکوٰۃ من کان یسمح بالزکوٰۃ ولا یمنعہا الا ان رؤساھم صدوھم عن ذلک الرای وقبضوا علی ایدیھم فی ذلک کبنی یربوع فانھم کانوا قد جمعوا صدقاتھم وارادوا ان یبعثوا بہا الی ابی بکر الصدیق رضؓ فمنعھم مالک ابن نویرہ وفرقہا فیھم الخ

[2] اس سے ثابت ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سردار کے حوالہ کرنا واجب ہے اور یہی متعین ہے اور اسی حالت میں کہ وہ لوگ زکوٰۃ اپنے طور پر دیتے بھی تھے حضرت صدیق اکبر رضؓ نے قتال کرنے پر آمادہ ہو جاتے اور یہ نہ فرماتے کہ ایک بکری کا بچہ بھی جو ان پر واجب ہے میرے پاس نہیں پہونچائیں تو میں ان سے ضرور قتال کرونگا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سردار کے پاس پہونچا دینا ایک متعین امر ہے۔ بلا حکم سردار اپنے طور پر بانٹ دینا جائز نہیں ہے۔

اور تلخیص الحبیر صفحہ ۱۷۹ میں ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
والخلفاء بعدہ کانوا یبعثون السعاۃ لاخذ الزکوٰۃ ھذا مشہور۔
ترجمہ: یہ ایک مشہور بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز خلفائے
راشدین رض زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے تحصیلدار بھیجا کرتے تھے۔ فی الصحیحین
عن ابی ہریرۃ رض بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر علی الصدقۃ و
فیہما عن ابی حمید استعمل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلا
من الازد یقال لہ ابن اللتبیۃ وفیہما عن عمر انہ استعمل ابن السعدی
وعند ابی داود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث ابا مسعود
ساعیا وفی مسند احمد انہ بعث ابا جہم بن حذیفۃ مصدقا و
فیہ انہ بعث عقبۃ بن عامر ساعیا وفیہ من حدیث قرۃ بن دعموص
بعث الضحاک بن قیس ساعیا وفی المستدرک انہ بعث قیس بن
سعد ساعیا وفیہ من حدیث عبادۃ بن الصامت انہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بعثہ علی اھل الصدقات وبعث الولید بن عقبۃ
الی بنی المصطلق ساعیا وروی البیہقی عن الشافعی ان ابابکر و
عمر کانا یبعثان علی الصدقۃ واخرجہ الشافعی عن ابراہیم بن
سعد عن الزہری بہذا وزاد ولا یؤخرون اخذھا فی کل عام
وقال فی القدیم یروی عن عمر انہ اخرھا عام الرمادۃ ثم بعث
مصدقا فاخذ عقالین عقالین وفی الطبقات لابن سعد ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث المصدقین الی العرب فی ھلال المحرم

سنہ تسع لے **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رض زکوٰۃ تحصیلنے کیلئے تحصیلدار بھیجا کرتے تھے اور یہ ایک مشہور بات ہے چنانچہ صحیحین میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رض کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لئے بھیجا۔ اور بھی صحیحین میں ابوحمید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن اللبیتہ رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا اور بھی صحیحین میں عمر رض سے روایت ہے کہ ابن السعدی رض کو تحصیلدار بنا کر بھیجا اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی صلعم نے ابو مسعود رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا اور مسند امام احمد میں ہے کہ ابوجہم رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا اور مسند امام احمد میں ہے کہ عقبہ بن عامر رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا۔ اور بھی مسند امام احمد میں ہے کہ ضحاک بن قیس رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا اور مستدرک میں ہے کہ قیس بن سعد رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا۔ اور مستدرک میں ہے کہ عبادہ بن صامت رض اور ولید بن عقبہ رض کو بھی تحصیلدار بنا کر بھیجا۔ اور بیہقی رح نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ ابوبکر و عمر رض بھی لوگوں کو تحصیلدار بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ اور امام شافعی رح نے جو زہری سے روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ابوبکر و عمر رض و دیگر خلفائے راشدین رض ہر سال زکوٰۃ وصول کیا کرتے تھے اور اس میں تاخیر نہیں کرتے تھے۔ اور امام شافعی رح نے یہ بھی کہا ہے کہ عمر رض سے مروی ہے کہ انھوں نے رمادہ کی سال زکوٰۃ کے وصول کرنے میں تاخیر کی تھی پھر اس کے بعد تحصیلدار بھیجکر دُہری زکوٰۃ وصول کی۔ اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیلداران زکوٰۃ کو عرب کے پاس محرم سنہ ۹

میں بھیجتے تھے اور مشکوٰۃ شریف میں جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا اتاکم المصدق فلیصدر
عنکم وھو عنکم راض۔ رواہ مسلم ترجمہ جب تحصیلدار تمہارے پاس
جائے تو ایسا کرنا کہ وہ تم سے راضی ہو کر آوے اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے
روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتاہ قوم
بصدقتھم قال اللھم صل علی آل ابی اوفی۔ الحدیث متفق علیہ
ترجمہ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لیکر آتی
تو اس کو یوں دعا دیتے کہ اے اللہ تو اس قوم پر اپنی رحمت بھیج اور جابر بن
عتیک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا
سیاتیکم رکیب مبغضون فاذا جاؤکم فرحبوا بھم وخلوا بینھم
وبین ما یبتغون فان عدلوا فلانفسھم وان ظلموا فعلیھم وارضوھم
فان تمام زکوتکم رضاھم ولیدعوا لکم رواہ ابوداؤد ترجمہ
قریب ہے کہ تمہارے پاس زکوٰۃ لینے کو ایسے لوگ آئیں کہ جس کو تم چاہتے نہ ہو تو
جب وہ تمہارے پاس آویں تو انکو مرحبا کہیو۔ اور جو کچھ وہ لینا چاہیں تو انکو
لینے دیجیو۔ پھر اگر انصاف کریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر ظلم کریں
تو اس کا وبال ان پر پڑے گا۔ تم ان کو راضی رکھو کیونکہ تمہاری زکوٰۃ جب
جا پوری ہوگی کہ وہ تم سے راضی رہیں۔ اور تم کو دعا دیں۔ اور جریر بن
عبداللہ رض سے روایت ہے کہ کچھ اعراب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے حضور میں آئے اور عرض کیا کہ اکثر تحصیلدار زکوٰۃ بھی ہمارے پاس آ

آتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ارضوا مصدقیکم **ترجمہ** تحصیلداروں کو راضی رکھو۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اگرچہ وہ ہم پر ظلم کریں فرمایا۔ ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم۔ رواہ ابو داؤد **ترجمہ** تحصیلداروں کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم کریں۔ اور بشیر بن خصاصیہ رضی سے روایت ہے کہ قلنا ان اھل الصدقۃ یعتدون علینا افنکتم من اموالنا بقدر ما یعتدون قال لا۔ رواہ ابو داؤد **ترجمہ** ہم لوگوں نے عرض کیا کہ تحصیلدار ہم سے زیادہ لے لیا کرتے ہیں تو کیا ہم اس قدر مال اُن سے چھپا لیا کریں فرمایا نہیں۔ اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لاجلب لاجنب ولا تؤخذ صدقاتھم الا فی دورھم۔ ابو داؤد مشکوٰۃ۔ **ترجمہ** نہ جلب[1] ہے نہ جنب نہ لی جائے زکوٰۃ والوں کی زکوٰۃ مگر انکی گھروں میں۔ اور سیل الجرار میں ہے۔ الزکوٰۃ قد کان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا شک ولا شبھۃ وکان یبعث السعاۃ لقبضھا ویامر من علیھم الزکوٰۃ بدفعھا الیھم وارضائھم واحتمال معرتھم طلعتھم

---

[1] جلب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ دینے والوں کے جانور کو کھینچکر تحصیلدار تک لانے کو اور جنب کہتے ہیں جانور دور لے جانے کو تاکہ تحصیلدار کو وہاں جانا پڑے دونوں باتوں سے منع فرمایا۔ نہ تحصیلدار کو چاہیئے کہ جانوروں سے دور اُترے اور زکوٰۃ والوں کے جانور وہاں کھنچوائے کہ ان کو تکلیف ہو۔ نہ جانور والوں کو چاہیئے کہ اس جانور کو لیکر تحصیلدار سے دور چلے جائیں تاکہ تحصیلدار کو وہاں آنا پڑے بلکہ جانور والے اپنے جانور کو اپنے گھر میں رہنے دیں اور تحصیلدار وہیں انکی زکوٰۃ لے ۱۲۔

ولم یسمع فی ایام النبوۃ ان رجلا او اھل قریۃ صرفوا زکوٰتھم بغیر اذن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھذا امر لا یجحدہ من لہ معرفۃ بالسیرۃ النبویۃ والسنۃ المطھرۃ وقد انضم الی ذلک التوعد علی الترک والمعاقبۃ باخذ شطر المال وعدم الاذن لارباب الاموال بان یکتموا بعض اموالھم من الذین یقبضون الصدقۃ منھم بعد ان ذکروا لہ انھم یعتدون علیھم ولو کان الیھم صرف اموالھم لاذن لھم فی ذلک **ترجمہ** بلا شک اور بلا شبہ زکوٰۃ کا کل انتظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تھا اور آپ تحصیلداروں کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لئے بھیجتے تھے۔ اور جن لوگوں پر زکوٰۃ فرض تھی انکو حکم دیتے تھے کہ زکوٰۃ ان تحصیلداروں کے حوالہ کریں اور انکو راضی رکھیں گو ان کے ظلم اور زیادتی کو سہیں اور انکی اطاعت کریں اور کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ زمانۂ نبوت میں کسی ایک آدمی نے بھی یا کسی ایک گاؤں کے لوگوں نے اپنی زکوٰۃ بلا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود بانٹ دی ہو اور یہ ایسی بات ہے کہ جس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور انکی سنت سے واقفیت ہوگی اسکا انکار نہ کرے گا اور اس پر ایک اضافہ یہ ہے کہ آپ نے اس بات کی دھمکی بھی دی ہے کہ جو شخص زکوٰۃ رد کرے گا ہم اس سے زکوٰۃ لینگے۔ اور زکوٰۃ نہ دینے کے جرمانے میں اسکا آدھا مال بھی لینگے۔ اور اس اضافہ پر اضافہ یہ ہے کہ لوگوں نے آپ سے تحصیلداروں کی شکایت کی تھی کہ وہ ہم پر ظلم کیا کرتے ہیں کیا ہم ان سے اپنا مال چھپا لیا کریں۔ انکو بھی آپ نے مال چھپا رکھنے کی اجازت

نہیں دی اور اگر زکوۃ کا مال بانٹ دینا ان لوگوں کے متعلق ہوتا تو ضرور آپ
انکو مخاطب فرماتے یہ مال بھی یا بیت المال کی اجازت دیتے اور فرما دیتے کہ تم خود بانٹ
دیا کرو۔ اور سیل الجرار میں ہے۔ وایضا جعل اللہ سبحانہ للعامل علی الزکوۃ
جزءً منہا فی الکتاب العزیز فالقول بان ولایتہا الی ربہا یسقط
مصرفا من مصارفہا سماہ اللہ سبحانہ فی کتابہ العزیز **ترجمہ**
اور بھی اللہ سبحانہ نے قرآن مجید میں زکوۃ کے تحصیلداروں کو بھی زکوۃ کا ایک
مصرف قرار دیا ہے تو اب یہ کہنا کہ زکوۃ بانٹنا زکوۃ دینے والے کے اختیار میں ہے
زکوۃ کے ایک مصرف کو اڑا دینا ہے جس کو حضرت اللہ سبحانہ نے قرآن مجید
میں ذکر کیا ہے اور بھی سیل الجرار میں ہے۔ وایضا روی الشیخان عن ابی
ہریرۃ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر علی الصدقۃ
(الی قولہ) وہذا الحدیث اوضح الدلیل علی ان ولایۃ صرف الزکوۃ
لیست الی اربابہا بل علیہم ان یدفعوہا الی الامام او الی نائبہ
ولو کانت الولایۃ الیہم لجاز لہم صرفہا الی مصارفہا بانفسہم
ولم یتوقف قبولہا علی دفعہا الی الامام او نائبہ ولم یجز للامام
العتاب علی من امتنع من دفعہا الیہ لاحتمال انہ قسمہا بنفسہ فی
مصارفہا **ترجمہ** اور امام بخاری اور امام مسلم رح نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رض کو زکوۃ تحصیلنے پر مقرر فرمایا (الی قولہ) اور یہ
حدیث روشن ترین دلیل ہے اس بات پر کہ زکوۃ کے بانٹنے کا اختیار زکوۃ
دینے والوں کو نہیں ہے بلکہ ان پر فرض ہے کہ زکوۃ کا مال سردار یا نائب سردار کے

حوالہ کریں اور اگر اسکا اختیار زکوٰۃ اپنے دالوں کو ہوتا تو انکو خود مصارف زکوٰۃ امدکا
بانٹنا دینا جائز ہوتا اور اسکی مقبولیت سردار یا نائب سردار کے حوالہ کرنے پر موقوف رہتی
اور سردار کو عتاب امر تخفیف پر جائز نہ ہوتا جو الزکوٰۃ کا مال سردار یا نائب سردار کے پاس
نہ پہونچائے کیونکہ جائز ہے کہ اس نے خود اس مال کو زکوٰۃ کے مصارف میں بانٹ
دیا ہو اور یہی سبیل ابرار ہی ہے۔ والحاصل انہ لیس فی المقام ما یدل علی ان
امر الزکوٰۃ الی اربابھا فی زمن النبوۃ دالی قولہ) واذا تقرر ھذا
فقد ثبت ان ما کان امرہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فھو الی الائمۃ من بعدہ ومن ذلک ما فی الصحیحین وغیرھما من
حدیث ابی مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انھا
ستکون بعدی اثرۃ وامورا تنکرونھا قالوا یا رسول اللہ فما تامرنا
قال تؤدون الحق الذی علیکم وتسئلون اللہ الذی لکم واخرج مسلم
وغیرہ من حدیث وائل بن حجر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ورجل یسألہ ارایت امراء یمنعونا حقنا ویسئلونا حقھم
فقال اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ما حملوا وعلیکم ما حملتم وفی الباب
احادیث واذا عرفت ھذا علمت ان الدفع الی الامام واجب
لجمیع انواع الصدقات الا ان یاذن لرب المال بالصرف
جاز لہ ذلک (مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ فصل ا) **ترجمہ** اور حاصل کلام
یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ کبھی زمانہ نبوت میں
مال کا زکوٰۃ بانٹنا زکوٰۃ دینے والوں کے متعلق بھی تھا (الی قولہ) اور جب یہ

ثابت ہوا تو یہ بھی ثابت ہے کہ جب ادائے انتظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہوا کرتا تو آپ کے بعد اسکا انتظام آپ کے قائم مقام سرداروں کے ذمہ
رہا۔ اس کی دلیلوں میں سے ایک دلیل صحیحین وغیرہ کی حدیث ہے جو ابن مسعود
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد اثرہ ہوگا
یعنی ایسے سردار ہونگے جن کو تم برا جانو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
پھر ایسی حالت میں کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا تم پر جو حق فرض ہے اس کو ادا کر دینا۔
اور جو حق تمہارا ہے اسکو اللہ سے مانگنا۔ اور امام مسلم وغیرہ نے روایت
کی ہے کہ وائل بن حجر نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کیا فرماتے ہیں کہ ایسے سردار لوگ ہوں جو ہمارا حق ہم کو نہ دیں اور
اپنا حق ہم سے مانگیں تو ایسی حالت میں ہم کیا کریں تو میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا
تم سرداروں کی بات سنو اور اسکا کہنا مانو اس لیے کہ جو حق ان پر فرض کیا گیا
اس کی بازپرس ان سے ہوگی۔ اور جو حق تم پر فرض کیا گیا ہے اسکی بازپرس
تم سے ہوگی۔ اور اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں۔ اور جب یہ بات تم نے
معلوم کر لی تو یہ بھی تجھے معلوم ہوگی کہ ہر قسم کے زکوٰۃ کا مال سردار کے حوالہ کرنا
واجب ہے۔ ہاں اگر سردار زکوٰۃ دینے والے کو بانٹ دینے کی اجازت دیوے
تو ایسی حالت میں اسکو بانٹ لینا جائز ہو جاوے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
خذ من اموالھم صدقۃ تطہرھم وتزکیھم بہا وصل علیھم
(پ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۳) ترجمہ: لے انکے مالوں سے زکوٰۃ کہ اس سے تو انکو
پاک و صاف کرے اور انکو دعا دے (ابن کثیر مترجم)۔ [illegible]

ابن کثیر رح اس آیت کی تفسیر صـ۲۸۶ ج ۲ میں فرماتے ہیں اس آیت کا مضمون عام ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے اور جو بعض قبائل عرب نے تاویل فاسد اور فہم کاسد سے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص کہا تھا اور دوسرے کے پاس مال زکوٰۃ بھیجنے کو ناجائز ٹھہرایا تھا یہانتک کہ ابوبکر رض کے پاس مال زکوٰۃ نہیں بھیجا اسی وجہ سے ابوبکر رض اور باقی سارے صحابہ رض نے انکی اس تاویل فاسد اور فہم کاسد کو رد کر کے ان سے قتال کیا یہانتک کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زکوٰۃ پہونچا کرتی تھی ابوبکر رض کے پاس بھی پہونچایا یہانتک کہ ابوبکر رض نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ سے ایک بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچایا کرتے تھے روک رکھینگے تو میں ضرور ان سے اس پر قتال کرونگا۔ اور علامہ ابن الہمام رح فتح القدیر صـ۴۸۲ ج ۱ میں فرماتے ہیں ان قولہ تعالیٰ خذ من اموالہم صدقۃ الایۃ یوجب حق اخذ الزکوٰۃ مطلقا للامام وعلی ھذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلیفتان بعدہ فلما ولی عثمان رض فظھر تغیر الناس کرہ ان یفتش السعاۃ علی الناس مستور اموالھم ففوض الدفع الی الملاک نیابۃ عنہ ولم یختلف الصحابۃ رض علیہ فی ذلک وھذا لا یسقط طلب الامام اصلاً ترجمہ آیہ کریمہ خذ من اموالھم صدقۃ اس بات کو واجب کرتی ہے کہ زکوٰۃ کے وصول کرنے کا حق مطلقاً امام ہی کو ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکوٰۃ وصول فرمایا کرتے تھے اور آپ کے بعد

ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے اور لوگوں کی حالتوں میں تبدیلی ظاہر ہوئی تو اس بات کو اچھا نہیں سمجھا کہ تحصیلدار زکوٰۃ دینے والوں کے چھپے ہوئے مالوں کی تفتیش کریں لہٰذا عثمانؓ نے چھپے ہوئے مالوں میں زکوٰۃ دینے والوں کو اپنا نائب بنا کر انھیں کے حوالے فرما دیا۔ اور صحابہؓ نے ان سے اس بارے میں اختلاف نہیں کیا لیکن یہ جان لینا چاہئیے کہ اس سے سردار کا مطالبہ ساقط نہیں ہوتا۔[1] اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما الصدقات للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیہا الآیۃ ترجمہ زکوٰۃ کا مال صرف فقیروں کے لئے ہے اور مسکینوں کیلئے اور اُن لوگوں کے لئے جو اس پر تعینات ہیں آخر آیت تک۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۲ میں فرماتے ہیں کہ ابن بطال نے کہا۔ اتفق العلماء علی ان العاملین علیہا السعاۃ المتولون لقبض الصدقۃ ترجمہ سارے علماء اس پر متفق ہیں کہ آیۂ کریمہ میں العاملین علیہا (یعنی وہ لوگ جو اس پر تعینات ہیں) سے یہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے تحصیلنے والے ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہیں۔ علامہ شوکانیؒ سیل الجرار میں فرماتے ہیں۔ جعل اللہ سبحانہ للعامل علی الزکوٰۃ جزءًا منہا فی الکتاب العزیز فالقول بان ولایتہا الی ربہا یسقط مصرفًا من مصارفہا صرح بہ اللہ سبحانہ فی کتاب العزیز ترجمہ قرآن مجید میں اللہ سبحانہ نے زکوٰۃ کے تحصیلنے والوں کو

---

[1] یعنی سردار کو ہر وقت اختیار حاصل ہے زکوٰۃ دینے والوں سے خود زکوٰۃ طلب کرے اور اگر انکو نائب بنایا ہو تو ان کو نیابت سے معزول کر سکتا ہے۔

بھی زکوٰۃ کا ایک مصرف قرار دیا ہے تو اب یہ کہنا کہ زکوٰۃ کا بانٹنا زکوٰۃ دینے والوں کے اختیار میں ہے زکوٰۃ کے ایک مصرف ہی کو ساقط کر دینا ہے جس کو بالتصریح اللہ سبحانہ نے قرآن مجید میں بیان فرما دیا ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ شرح معانی الآثار صفحہ ۳۱۲ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ للامام ان یولی بعض ارباب الاموال حمل ثمن اموالھم حتی یضعوا ھا مواضعھا وللامام ایضا ان یبعث علیھا مصدقین حتی یعشروھا ویاخذوا الزکوٰۃ منھا ترجمہ سردار کو جائز ہے کہ زکوٰۃ دینے والوں کو اختیار دیدے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ خود زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کریں اور سردار کو یہ بھی جائز ہے کہ زکوٰۃ تحصیلنے کیلئے تحصیلدار انکو بھیجے تاکہ عشر اور زکوٰۃ تحصیلیں۔ اور بھی شرح معانی الآثار صفحہ ۳۱۳ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ وھذا کلہ قول ابی حنیفہ رح وابی یوسف رح ومحمد رح یعنی یہ سب تو امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف و محمد کا قول ہے۔ فائدہ جلیلہ۔

سوال ۱۳ ۔ اگر سردار یا نائب سردار زکوٰۃ وصول کر کے اوراد الاکریں یا اکثر زکوٰۃ کے مصارف مقررہ میں صرف نہ کریں تو ایسی حالت میں زکوٰۃ دہندگان زکوٰۃ کا مال کیا کریں انھیں سردار یا نائب سردار کو دیں یا آپ بانٹ دیا کریں۔

جواب ۱۳ ۔ ایسی حالت میں بھی سردار یا نائب سردار ہی کے حوالہ کریں آپ نہ بانٹیں اس لئے کہ جواب ۱۲ میں ثابت ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ دہندگان بلا اجازت سردار آپ بانٹنے کے مجاز نہیں ہیں اور صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا

انكم ستردن بعدی اثرة وامورا تنكرونها قالوا فما تامرنا يا رسول الله قال ادوا اليهم حقهم وسئلوا الله حقكم (مشكوٰة شريف صـ ۳۱۲)

ترجمہ تم لوگ میرے بعد اثرہ دیکھو گے اور ایسی ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم برا جانو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ ہم کو کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا سرداروں کا حق ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔ اور صحیح مسلم میں وائل بن حجر رض سے روایت ہے کہ سال سلمة بن يزيد الجعفی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا نبی الله ارايت ان قامت علينا امراء يسئلونا حقهم ويمنعونا حقنا فما تامرنا قال اسمعوا واطيعوا فانما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم (مشكوٰة شريف صـ ۳۱۲)

ترجمہ سلمہ بن یزید جعفی رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے پوچھا کہ یا نبی اللہ آپ یہ بتا دیجئے کہ اگر ہم پر ایسے سردار قائم ہوں جو اپنا حق ہم سے مانگیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو ایسی حالت میں آپ ہم کو کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا تم انکی بات سنو اور انکا کہا مانو اسلیئے کہ جو امر ان پر فرض ہے اس کا بوجھ انکے سر پر اور جو امر تم پر فرض ہے اسکا بوجھ تمھارے سر پر۔ تلخیص الحبیر صـ ۱۷۹ میں سہیل بن ابی صالح سے روایت ہے کہ انکے باپ ابو صالح نے کہا کہ میرے پاس خرچ جمع ہو گیا تھا جس میں مجھ پر زکوٰۃ فرض ہو گئی تھی۔ یعنی زکوٰۃ کے نصاب کو پہونچ گیا تھا۔ میں نے سعد بن وقاص رض اور ابن عمر رض اور ابوہریرہ رض اور ابو سعید خدری رض سے پوچھا کہ اسکی زکوٰۃ میں آپ بانٹ دوں یا سردار کے حوالہ کروں سب نے بلا اختلاف کہا کہ ادفعها الى السلطان

یعنی سردار کے حوالہ کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اُن لوگوں سے کہا یہ سردار جو کرتا ہے دیکھتے ہیں تو پھر بھی زکوٰۃ اُسی کو دوں۔ جب کہا ہاں۔ بیہقی نے یہ مضمون ان صحابہ کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے قزعہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے ابن عمر رض سے پوچھا کہ میرے پاس کچھ مال ہے اُس کی زکوٰۃ کس کو دوں کہا۔ ادفعها الی هؤلاء القوم یعنی الامراء یعنی انہیں سرداروں کے حوالہ کرو۔ میں نے کہا تب تو یہ لوگ اسکے کپڑے بنا لینگے اور خوشبو میں خرچ کر ڈالینگے۔ کہا۔ و ان ... یعنی اگر ایسا ......

اور نافع سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ابن عمر رض نے کہا ادفعوا صدقة اموالکم الی من ولاہ اللہ امرکم فمن بر فلنفسہ ومن اثم فعلیها۔

ترجمہ۔ اپنی مالونکی زکوٰۃ اُس شخص کے حوالہ کرو جس کو اللہ نے تمہارا سردار بنایا ہو اور ابن ابی شیبہ نے اس باب میں ابو بکر صدیق رض اور مغیرہ بن شعبہ رض اور عائشہ رض سے بھی روایت کی ہے۔

سوال ۵۴۔ نقل زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں۔ یعنی سردار ایک گانوں یا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے گانوں یا دیگر شہر کو بھیجے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۵۴۔ اگر سردار اسکی ضرورت اور مصلحت دیکھے تو بھیج سکتا ہے۔ اسکے ناجائز ہونے کا کسی آیت یا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے اور بھی جواب ۴۳ و ۴۴ میں ثابت ہو چکا ہے کہ مال زکوٰۃ کا کل انتظام سردار کے تعلق رکھتا ہے۔ سردار کو پورا اختیار حاصل ہے کہ جہاں اور جس طرح مصلحت دیکھے کرے۔ اگر دوسری جگہ بھیجنے میں مصلحت دیکھے بھیجے اور نہ بھیجنے میں مصلحت دیکھے نہ بھیجے۔ اور

صحیح بخاری میں ہے۔ وقال طاؤس قال معاذ لاھل الیمن ایتونی بعض خمیص او لبیس فی الصدقۃ مکان الشعیر والذرۃ اھون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالمدینۃ ترجمہ طاؤس نے کہا کہ معاذ نے یمن والوں سے کہا مجھکو زکوٰۃ میں جو اور ذرہ کی جگہ کپڑے یا لبیس دے جاؤ کیونکہ یہ تم پر آسان بھی ہے اور مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے بہتر ہے۔ اور صحیحین میں ابو حمید ساعدی رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن اللبتیہ رضہ کو زکوٰۃ کا تحصیلدار مقرر فرما کر یمن کو بھیجا جب وہ وہاں سے زکوٰۃ کا مال لیکر مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے ھذا لکم وھذا اھدی لی یعنی اسقدر تو سرکاری مال ہے اور اسقدر مجھکو ہدیہ میں ملا ہے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اس میں اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا جو جو کام اللہ نے میرے سپرد کیے ہیں ان میں سے کتنے کاموں پر میں تم میں سے کچھ لوگوں کو مقرر کیا کرتا ہوں پھر ان میں سے کوئی آکے کہنے لگتا ہے۔ ھذا لکم وھذا ھدیۃ اھدیت لی یعنی اسقدر تو سرکاری مال ہے اور اسقدر ہدیہ ہے جو مجھکو ملا ہے۔ بھلا یہ شخص اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ رہا۔ پھر دیکھتا کہ اس کے پاس ہدیہ پہونچتا ہے یا نہیں۔ آخر حدیث تک (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الزکوٰۃ ص۱۴۶)

سوال ۲۶ ۔ اگر سرداران زکوٰۃ کا مال کسی ایک ہی مصرف میں منجملہ مصارف ثمانیہ قرآن مجید کے صرف کرنے تو یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ جائز ہے اسلیئے کہ جواب ۲۳ و ۲۴ میں ثابت ہو چکا ہے کہ

مال زکوٰۃ کا کل انتظام سردار سے تعلق رکھتا ہے۔ اسکو پورا اختیار حاصل ہے کہ مال زکوٰۃ خود یا اپنے نائبوں کے ذریعہ سے وصول کر کے مصارف مذکورہ میں جس طرح اور جہاں ضرورت اور مصلحت دیکھے صرف کرے۔

سوال ۷۳۔ صدقۂ فطر یعنی فطرہ فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو اسکے فرضیت کی کیا دلیل ہے۔

جواب ۔ فطرہ فرض ہے اور اس کے فرضیت کی دلیل یہ ہو کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر صاعًا من تمر او صاعًا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بھا ان تودی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ (مشکوٰۃ شریف صـــ۱۵۲)

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر یعنی فطرہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر ایک مسلمان غلام آزاد مرد عورت بالغ نابالغ سب پر فرض فرمایا اور حکم دیا کہ عید کی نماز کو جانے سے پہلے ہی ادا کر دیا جائے۔

سوال ۔ فطرہ نماز عید کے قبل ہی ادا کر دینا ضرور ہے یا نماز عید کے بعد بھی جائز ہے اور یوم عید کے قبل بھی ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ فطرہ نماز عید کے قبل ہی ادا کر دینا یعنی سردار یا نائب سردار کے پاس پہونچا دینا ضرور ہے۔ اور بعد کو ادا کرنے سے فطرہ ادا نہیں ہوتا۔ اور یوم عید کے قبل بھی فطرہ ادا کرنا جائز ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضؓ کی متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ فطرہ نماز

عید کو جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ جواب ملا ملاحظہ ہو۔ اور منتقی میں ابن عباس رضہ سے روایت ہے۔ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زکوٰۃ الفطر طھرۃ للصیام من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین فمن اداھا قبل الصلوٰۃ فھی زکوٰۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ) **ترجمہ** رسول اللہ صلعم نے زکوٰۃ الفطر اس لیئے فرض فرمایا کہ روزے دار لغو اور بیہودہ بات سے پاک ہوجائے اور اسلیئے کہ مسکینوں کی پرورش ہو تو جس نے اسکو نماز عید کے قبل ادا کر دیا ۔ تو یہ مقبول فطرہ ہوا۔ اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو ایک معمولی صدقہ ہوا فطرہ نہیں ہوا۔ اور بخاری شریف میں نافع سے روایت ہے کہ کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او بیومین **ترجمہ** لوگ فطرہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔

سوال ۴۹ ۔ فطرہ کس قدر دینا فرض ہے۔

جواب ۴۹ ۔ جو یا کھجور یا پنیر یا مونیر سے ایک ایک صاع فرض ہے۔ اور گیہوں سے آدھا صاع اور اگر گیہوں سے بھی ایک ہی صاع دیں تو بہت خوب اور بہتر ہے۔ صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم صہ ۳۱۷ ج ا میں عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ امر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم زکوٰۃ الفطر صاعًا من تمر او صاعًا من شعیر قال عبد اللہ فجعل[۱] الناس عدلہ مدین من حنطۃ **ترجمہ** نبی صلعم نے حکم دیا کہ فطرہ ایک صاع

---

۱ فعدل الناس بہ نصف صاع من بر ۔ البخاری

کھجور یا ایک صاع جو دیا جائے۔ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا پھر لوگوں نے دو مد (آدھا صاع) گیہوں ایک صاع کھجور کے برابر قرار دیا۔ اور صحیحین میں ابو سعید خدری رض نے بیان کیا۔ کنا نعطیھا فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صاعاً من طعام او صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر او صاعاً من زبیب فلما جاء معاویہ وجاءت السمراء قال اری مدا من ھذا یعدل مدین (ھذا لفظ بخاری) وعند ابی داؤد فاخذ الناس بذالک ترجمہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فطرہ ایک صاع کھانا یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع مویز دیا کرتے تھے پھر جب معاویہ رض آئے اور گیہوں آیا تو معاویہ رض نے فرمایا میری رائے میں اس گیہوں کا دو مد (آدھا صاع) ایک صاع کے برابر ہوتا ہے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے انکے اس رائے کو قبول کرلیا اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ابو سعید خدری سے یوں وارد ہوا ہے۔ کنا نخرج فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر صاعاً من طعام وکان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر ترجمہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید کے دن ایک صاع کھانا نکالتے تھے اور ہمارا کھانا یہی جو اور مویز اور پنیر اور کھجور تھا۔ سنن ترمذی میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث منادیا ینادی فی فجاج مکۃ الا ان صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکر او انثی حر او عبد

صغیر او کبیر مدان من قمح او صاع مما سواہ من الطعام
ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سڑکوں میں منادی کرادی کہ آگاہ
ہو جاؤ کہ فطرہ ہر مسلمان پر مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ
سب پر آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع اور کوئی کھانا واجب ہے اور فتح الباری
صفحہ ج ۲ میں ہے۔ قال ابن المنذر لا نعلم فی القمح خبرا ثابتا
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتمد علیہ ولم یکن البر بالمدینۃ
فی ذلک الوقت الا الشیئ الیسیر منہ فلما کثر فی زمن
الصحابۃ رأوا ان نصف صاع منہ یقوم مقام صاع من شعیر
ترجمہ۔ ابن المنذر نے کہا گیہوں کے بارے میں کوئی مرفوع حدیث جو
اعتماد کے قابل ہو مجھے معلوم نہیں۔ گیہوں رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں
بہت کم تھا جب صحابہ کے زمانہ میں بہت ہو گیا تو ان لوگوں کی یہ رائے
ہوئی کہ اس کا آدھا صاع جَو کے ایک صاع کے قائم مقام ہے۔ اور
فتح الباری صفحہ ج ۲ میں ہے۔ اسند ابن المنذر عن عثمان و
علی و ابو ھریرۃ و جابر و ابن عباس و ابن الزبیر و امہ
اسماء بنت ابی بکر باسانید صحیحا انھم رأوا ان فی زکوٰۃ
الفطر نصف صاع من قمح ترجمہ ابن المنذر نے حضرت عثمانؓ
و حضرت علی و ابو ہریرہ و جابر و ابن عباس و ابن زبیر و ابن زبیر کی ماں
اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بسند صحیح
روایت کی ہے کہ ان لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ فطرہ گیہوں آدھا صاع ہے

سوال نمبر ۵۔ کیا فطرہ بھی زکوٰۃ کی طرح سردار یا اسکے نائب ہی کے حوالہ کیا جائے یا فطرہ خود فطرہ دہندہ فقرا و مساکین کو بانٹ دے اس بارے میں قرون خیر میں کیا دستور تھا۔

جواب نمبر ۵۔ فطرہ بھی زکوٰۃ ہی ہے جیسا کہ احادیث مذکورۂ بالا میں مصرح ہے اور جب فطرہ بھی زکوٰۃ ہی ہے تو یہ بھی سردار یا اسکے نائب کے حوالہ کیا جائے اور بطور خود تقسیم نہ کیا جائے۔ فطرہ کے بارے میں بھی قرون خیر میں یہی دستور تھا۔ جواب نمبر ۴ و ۲۵ و ۲۹ ملاحظہ ہو۔ اور موطا امام مالک رح صفحہ ۱۲۲ میں ہے کان ابن عمر رض یبعث بزکوٰۃ الفطرۃ الی الذی یجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلٰثۃ ترجمہ ابن عمر رض اپنا اپنا فطرہ عید سے دو یا تین دن قبل ہی اس شخص کے پاس بھیج دیا کرتے تھے جس کے یہاں جمع ہوا کرتا تھا۔ اور بخاری شریف میں ہے کان ابن عمر رض یعطیھا للذین یقبلونھا ترجمہ۔ ابن عمر رض اپنا فطرہ اُن لوگوں کو دے دیا کرتے تھے جو اس کو لیتے تھے۔ اور فتح الباری صفحہ ۶۵ ج ۲ و صفحہ ۲۹ ج ۳ میں ہے۔ ای الذی ینصبہ الامام لقبضھا ترجمہ یعنی وہ لوگ جن کو سردار فطرہ وصول کرنے کے لیئے تعینات کرتا تھا۔ اور بھی فتح الباری صفحہ ۶۵ ج ۲ و صفحہ ۲۹ ج ۳ میں ہے۔ وقد وقع فی روایۃ ابن خزیمہ من طریق عبد الوارث عن ایوب قلت متی کان ابن عمر رض یعطی قال اذا قعد العامل قلت متی یقعد العامل قال قبل الفطر بیوم او یومین ترجمہ اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے

کہ ایوب نے کہا میں نے (نافع) سے پوچھا کہ ابن عمر اپنا فطرہ کب دیتے تھے کہا جب عامل بیٹھتا تھا۔ میں نے پوچھا عامل کب بیٹھتا تھا کہا عید سے ایک یا دو دن پہلے۔

سوال ۱۵ فطرہ میں چانول۔ چنا۔ مسور۔ مٹر۔ دیگر حبوب جو مذکورہ بالا کے سوا ہیں بھی دینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کس قدر دیا جائے

جواب ۱۵ دینا جائز ہے اور ایک صاع دیا جائے۔ سنن ترمذی ص۸۹ و سنن دار قطنی میں سالم بن نوح عن ابن جریج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث منادیا ینادی فی فجاج مکۃ الا ان زکوٰۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکر وانثی وحر وعبد وصغیر وکبیر ومدان من قمح او صاع مما سواہ من الطعام ھذا لفظ الدارقطنی ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے رستوں میں منادی کرادی کہ فطرہ ہر مسلمان پر واجب ہے ہر مرد وعورت و آزاد و غلام و بالغ و نابالغ پر دو مد یعنی آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع اور کوئی غلہ گیہوں کے سوا۔

حدثنا الترمذی ھذا حدیث غریب حسن وقال الامام الزیلعی فی نصب الرایۃ ص۴۲۲ ج ۱ اعلہ ابن الجوزی فی التحقیق لسالم بن نوح قال قال ابن معین لیس بشیٔ وتعقبہ صاحب التحقیق فقال ھو صدوق روی لہ مسلم فی صحیحہ وقال ابو زرعۃ صدوق ثقۃ ووثقہ ابن حبان وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی

سلہ ۔۔۔ شخص ہے جسکو سرکار نے فطرہ وصول کرنے کیلئے تعینات کرے ۔ ۱۲

ضمیمہ

إنما الصدقات الآية۔ الحكم الاول اتفقوا على دخول الزكوة الواجبة في قوله انما الصدقات لقوله في موضع اٰخر خذ من اموالهم صدقة ولقوله صلعم ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة۔ واختلفوا في الصدقة المندوبة فمنهم من قال يدخل والفائدة ان تعلم ان مصارف جميع الصدقات ليست الا هٰؤلاء الاصناف والاقرب اختصاص الآية بالواجبة لدخول لام التمليك في الاصناف والصدقة المملوكة لهم ليست الا الزكوة تدل على الحصر في الاصناف الثمانية والصدقة المندوبة يجوز صرفها الى وجوه اُخر كالمساجد والمدارس وتجهيز الموتى ولان الصدقات ينصرف الى معهود سابق وهو الصدقات الواجبة في قوله ومنهم من يلمزك في الصدقات۔ الحكم الثاني في الآية دلالة على ان الزكوة انما يتولى اخذها الامام او نائبه لانه تعالى جعل للعاملين سهما منها۔ والعامل هو الذي نصبه الامام لاخذ الزكوة ويتاكد هذا النص بقوله خذ من اموالهم صدقة۔ فالقول بان المالك يجوز له اخراج زكوة الاموال الباطنة بنفسه انما عرف بدليل اٰخر كقوله وفي اموالهم حق معلوم

للسائل والمحروم۔ واذا کان حقا لهما وجب ان یجوز دفعه الیه ابتدا۔ واذا کان الامام جائرا فالتفریق بنفسه افضل۔ الحکم الثالث مذہب ابی حنیفه انه یجوز صرف الصدقة الی بعض هؤلاء الاصناف و هو قول عمر و بن حذیفة و ابن عباس و سعید بن جبیر و عطا و ابی العالیه والنخعی لانه تعالیٰ جعل جملة الصدقات لهؤلاء الثمانیة فلا یلزم ان یکون کل جزء من اجزائها کصدقة زید مثلا موزعا علی کل واحد منهم ولان الرجل الذی لا یملک الا عشرین دینارا فاخرج نصف دینار۔ لو کلفناه ان یقسمه علی اربعة وعشرین لیوقع کل ثلثة منها الی ثلثة من کل صنف صار کل قسم حقیرا صغیرا غیر منتفع به فی علم معتبر۔ الی اٰخره والله علیم ای بتقدیر الانصباء والمصالح۔ حکیم لا یفعل الا ما هو الاصوب الاصلح وکل هذه المؤکدات دلیل علی وجوب الاحتیاط فی صرف الزکوة۔ فان صلعم یقول ما اوتیکم شیئا ولا امنعکم انما خازن اضع حیث امرت۔ غرائب القرآن معروف به نیشاپوری صفحہ ۲۵۵ ج ۲۔

الفقراء المساکین هم الاصول فی الاصناف الثمانیة علی ان الذی وقع الابتداء بذکره یکون اشد حاجة وفسر عمر بن العباس یا هل الصفة ووصیته رسول الله صلعم لمعاذ توخذ من اغنیائهم وترد علی فقرائهم وعن جابر بن عبد الله انه قال الفقراء۔ فقراء

المهاجرين وعن الزهري الفقراء هم المتعففون الذين لا يخرجون ولا يسألون۔

اختلاف رای فی جواز نقل الصدقات اما لم ينقل احد بوجوب نقل الصدقات فالانسان اذا كان فى بعض القرى ولا يكون هناك مكاتب ولا مجاهد نماز ولا عامل ولا احد من المولفة ولا يمر به احد من الغرباء واتفق انه لم يحضر فى تلك القرية من كان مديونا فكيف تكليفه۔

عن عمر وابن حذيفه وابن عباس وغيرهم من الصحابة والتابعين رضوان الله اجمعين جواز صرفها الى صنف واحد وبه قال الائمة الثالثة واختاره بعض اصحابنا ص۲۹۵ بیضاوی جلد ا مصری

ف انما الصدقات للفقراء الآیہ منهم من يلمزك سے علیم حکیم تک زکوٰۃ کے احکام کا بیان ہے۔ جماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شریعت کو اپنے فہم وخواہشات کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اپنی خواہشات کو پوری ہوتے نہ دیکھ کر امام وامیر پر سخت نکتہ چینیاں کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ جب اموال زکوٰۃ جناب رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہونے لگے تو منافقین ناہم زکوٰۃ کے مال کے طلبگار ہوئے اور حضرت کے نہ دینے پر الزام وبہتان دھرنے لگے۔ حضرت تو ہر کام میں شریعت کے وحی کے منتظر رہتے اپنے جی سے کچھ نہ کرتے چنانچہ ان منافقین کی حرکت پر اللہ نے ناراضی ظاہر فرمائی اور اسکے مصارف واستعمال کو جناب کی رائے پر موقوف نہ رکھا بلکہ خود زکوٰۃ کے آٹھ مصارف صاف صاف بتا کر

تقسیم و مصرف کی نزاع ختم کر دی اور حضرت کو بری الذمہ کر دیا۔ جس کی ابتداء سیاق
قرآن کے علاوہ سنن ابو داؤد کی ایک روایت سے جو زیاد بن الحارث الصدائی سے ہے
ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آکر بیعت مشرف
ہوا تھا کہ ایک شخص نے جناب کی خدمت میں آکر سوال کیا کہ مجھے زکوۃ سے کچھ
دیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالی نے مصارف زکوۃ نہ نبی کے فیصلہ پر
چھوڑا اور نہ غیر نبی کے بلکہ اس کے متعلق خود حکم ناطق فرما کر آٹھ حصے کر دیئے۔ پس
اگر تو ان میں سے ہے تو میں تجھے دے سکتا ہوں۔

اس آیت میں چند احکام ہیں (۱) سیاق قرآنی اور نیز ارشاد نبوی آٹھ مذکورہ
مصارف سے باہر خرچ کرنے کے مانع ہیں۔ اس کے مصارف میں احتیاط و احترام لازم سمجھا
گیا ہے اور اس پر اہل علم کا اتفاق و اجماع ہے۔ البتہ صدقات مندوبہ بناء مساجد
مدارس۔ تجہیز موتی۔ اور دیگر ضروریات مسلمین میں صرف کرنا جائز ہے نہ کہ زکوۃ واجبہ کا
(۲) ایک شہر یا قریہ کی زکوۃ دوسرے شہر یا قریہ میں صرف کرنی احادیث سے ثابت ہے
اور یہی اقتضائے عقل و ضرورت ہے (۳) اصحاب رسول اللہ (عمر۔ ابن حذیفہ۔
ابن عباس وغیرہ) تابعین اور کل ائمہ (سوائے امام شافعی کے) سلف و خلف
رضوان اللہ اجمعین نے ایک مصرف یا چند مصارف مذکورہ میں زکوۃ کا خرچ
کیا جانا جائز بتایا ہے اور اکثر شوافع بھی اس میں متفق ہیں یہاں پر محل مصارف
بتایا گیا ہے تاکہ غیر محل میں صرفہ سے اجتناب کیا جائے (۴) زکوۃ کا صرفہ فقراء و
مساکین غیر مسلمین کے درمیان نہیں ہونا چاہیئے بخلاف عام صدقات کے (۵)
سیاق قرآن۔ وصیۃ رسول اللہ تؤخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم۔

ابن عباس کی تفسیر فقرائہم سے اہل الصفہ۔ جابر بن عبداللہ کی تفسیر فقراء مہاجرین
امام زہری کی تفسیر الفقراء ہم المستعففون الذین لا یخرجون و لا
یسألون) (یعنی اہل الصفہ) ابن جریرؒ کی تفسیر الفقراء الذین احصروا
(اہل الصفہ) سے مصارف ثمانیہ (آٹھ) مذکورہ میں فقراءؓ کی اولیت واہتمام روشن
اور واضح ہے۔ کیونکہ یہ اصول ہیں (۲) اللہ تعالٰی نے عاملین (عامل وہ ہے
جسکو امام نے زکوٰۃ کے وصولی پر مقرر کیا ہو) کا علیحدہ سہم قرار دیا ہے پس
یہ نص اس امر پر موکد ہے کہ تحصیل و تقسیم زکوٰۃ دونوں امام اور والی پر موقوف
ہے اور اسکی تائید دوسری آیات خذ من اموالہم اور وفی اموالہم
حق للسائل والمحروم سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب حق سائل اور محروم
(غیر سائل) دونوں کیلئے ہے تو امام کے سپرد کرنا واجب ہوگیا۔ اس پر اتفاق
ہے سلف و خلف اہل علم کا۔ اور یہی دستور تھا زمانہ میں حضرت اور خلفاً
اور ائمہ کے (ابن کثیر۔ مفاتیح الغیب)

خذ من اموالہم الآیہ اللہ تعالٰی نے جناب رسول اللہ صلعم کو
زکوٰۃ کے وصولی کا حکم فرمایا کہ اس ذریعہ انکی تزکیہ اور انکے مال کی طہارت
ہوجائے اور یہ حکم عام ہے۔ بعض نے اموالہم کی ضمیر الذین اعترفوا

سلہ مصرف صدقۃ الفطر مصرف الزکوٰۃ لکونہ صلعم قد سماھا زکوٰۃ ولکنہ ینبغی تقدیم الفقراء
اغنوہم فی ذلک الیوم فما زاد صرف مصارف الاصناف بہر کیف ذکر کرنا فقرا کا اور ذکر کرنا
دیگر مصارف کا دلالت کرتا ہے اسکی اولیت پر۔ سلہ پس مصارف ثمانیہ کی تعمیل کیلئے خطاب
جناب رسول اللہ صلعم سے ہے اور جناب کے بعد خلفا اور ائمہ جو آپ کے وارث ہوئے۔

بن نوبعد الآیہ کی طرف پھیر لے سامنے بنایا۔ عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ لینے یہ اعتقاد ظاہر کیا کہ دفع زکوٰۃ امام کی طرف نہیں ہونی چاہئیے۔ یہ حکم جناب رسول اللہ صلعم کی ذات مبارک کے ساتھ مخصوص تھا۔ اور اسی آیت خذ من اموالھم کو حجت قرار دیا۔ پس ابوبکر الصدیق اور کل صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس تاویل اور فہم فاسد کی تردید کی اور ان سے قتال کیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے خلیفۂ (اول) کو زکوٰۃ ادا کر دیا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلعم کے زمانۂ حیات میں ادا کرتے تھے۔ ابوبکر الصدیق رضہ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ ایک گردن (دوسری روایت میں ایک ذوری) بھی جو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ادا کرتے تھے روک رکھیں گے تو قسم اللہ کی میں ان سے ضرور قتال کرونگا۔ ابن کثیر صلا ج ۵۔

اس آیت میں بھی چند احکام ہیں (۱) اس میں جناب رسول اللہ صلعم سے خطاب ہے یعنی اے محمد صلعم تم کے مال سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔ پس نبی صلعم اپنے تمام حیات ان سے زکوٰۃ وصول کرتے رہے۔ پھر جناب کے بعد ائمہ زکوٰۃ وصول کرتے رہے پس امام اور نائب امام کیلئے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے فقراء کو دینی ہے۔ (۲) مِن اَموالِھِم میں مِن واسطے تبعیض کے ہے لیکن صدقہ کی تخصیص اور مقدار کی تعیین نص قرآنی سے غیر معلوم ہے پس سوائے اس صدقہ کے جس کی مقدار و صفت رسول اللہ صلعم نے بتائی ہے یعنی زکوٰۃ دوسرا مفہوم نہیں ہو سکتا۔ (خازن) اور یہی دستور رسول اللہ خلفاء اور ائمہ سلف کا تھا۔

سوال اگر کوئی شخص از خود مصارف زکوٰۃ میں صرف کر دے تو ایسی بابت کیا حکم کیا ہوگا۔

جواب والی کو حق ہے کہ از سر نو دوبارہ زکوٰۃ کا مطالبہ کرے جیسا کہ بنی یربوع کے متعلق ثابت ہی کہ ان لوگوں نے اپنی زکوٰۃ جمع کر کے ابوبکر رض کے پاس بھیجنا چاہا مالک بن نویرہ نے روک کر انہی لوگوں میں اس جمع شدہ زکوٰۃ کو تقسیم کر دیا اسی ادائگی کے باعث عمر رض کو خلاف اور اشتباہ ہوا تھا۔ اور پھر ابوبکر رض کی رائے سے اتفاق کیا۔ ہ نوادری صفحہ ۳۵ ج ۴۔

ومن کان یسمع بالزکوٰۃ ولا یمنعھا الا ان رؤساھم صدوھم عن ذلک ای وقبض ما ھی ایدیھم فی ذلک کبنی یربوع فانھم کانوا قد جمعوا لی قاتھم وارادوا ان یبعثوا بھا الی ابی بکر الصدیق رض فمنعھم مالک بن نویرہ من ذلک وفرقھا فیھم دفی امر ھولاء عرض الخلاف ووقعت الشبھۃ لعمر رض الخ۔ نوادی صفحہ ۳۵

تمت

ملنے کا پتہ:-

(۱) جناب حکیم مولانا عبد الخبیر صاحب۔ صادقپوری ڈاکخانہ گلزار باغ۔ پٹنہ
(۲) مدرسہ اصلاح المسلمین۔ پتھر کی مسجد۔ ڈاکخانہ مہندرو۔ پٹنہ
(۳) الیٰ نعمت اللہ سوداگر۔ مرادپورہ۔ بانکی پور۔ پٹنہ
(۴) حافظ محمود صاحب۔ موضع امہا شیخ ٹولی۔ ڈاکخانہ امورا۔ مظفرپور

چند قابل قدر کتابیں

السلک المنشور فی تراجم اہل صادقپور
معروف بہ
تذکرۂ صادقہ

از جناب مولانا عبد الرحیم صاحب علیہ الرحمۃ صادقپوری۔ اس کتاب میں مولانا موصوف نے بزرگان صادقپور کا نسب نامہ۔ اور انکا زمانہ اور انکے ساتھ حکومت برطانیہ کے مظالم کا تذکرہ لکھا ہی اور ساتھ ہی اس کتاب کے دیباچہ پر مولانا ابو الکلام آزاد کا پیش لفظ بھی ہی قیمت عہ

تفسیر سورۂ فاتحہ

از مولانا عبد الحکیم صاحب علیہ الرحمۃ صادقپوری۔ اس میں سورۂ فاتحہ کے فضائل اور اسکے مضامین نہایت شرح و بسط کے ساتھ عام فہم زبان میں مرقوم ہیں وجوب فاتحہ خلف امام پر مدلل بحث کی گئی ہی اور منکرین فاتحہ خلف امام کی نا قابل انکار تردید ہی۔ یہ کتاب قابل مطالعہ ہی۔ قیمت ۴ر

اسلام اور تعلیم

از جناب مولانا حکیم عبد الخبیر صاحب صادقپوری۔ اسلام کی حقیقت اور مسلمان اپنی جگہ سے کہاں تک ہٹ گئے ہیں اسکو واضح طور پر بیان فرمایا ہی قابل دیکھنا ہی قیمت ۱ر

حقیقت مہدی

اس مختصر رسالہ میں منکرین امام مہدی کے دعوی اور دلائل کی بہترین تردید ہے اور جو مسلمان امام مہدی کے منتظر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں انکے لئے ایک اچھی نصیحت ہے۔ قیمت صرف ار

کتابوں کے ملنے کا پتہ } مدرسہ اصلاح المسلمین (شعبۂ نشر و اشاعت)
محلہ پتھر کی مسجد۔ ڈاکخانہ مہندرو پٹنہ